مراح الأرواح
(اُردو)
سوالاً جواباً
مرتّب
مولانا محمد صدیق ہزاروی
قفلِ مدینہ
۲۸۶
۹۲
جامعۃ المدینہ لیاقت پور
دعوت اسلامی
عبدالعزیز عطاری المدنی
وٹس ایپ گروپ
صرف علماء اہلسنت کیلئے

پہلا باب

صحیح کا بیان

س۔ صرفیوں کی اصطلاح میں صحیح کسے کہتے ہیں۔

ج۔ صرفیوں کے نزدیک صحیح سے وہ لفظ مراد ہے جس کے فاء، عین اور لام کے مقابلے میں حرف علت، ایک جنس کے دو حرف اور ہمزہ نہ ہو جیسے "اَلضَّرْبُ"

اعتراض

وزن کے لیے "فاء، عین اور لام" کا انتخاب کیوں کیا گیا۔

جواب

مقصود یہ تھا کہ وزن کرنے کے لیے شفوی (ہونٹوں سے نکلنے والے) وسطی (منہ کے درمیان سے نکلنے والے) اور حلقی (حلق سے نکلنے والے) حروف میں سے ایک ایک حرف ہو چنانچہ شفوی حروف میں سے "فاء" وسطی حروف میں سے "لام" اور حلقی حروف میں سے "عین" کو چنا گیا۔

س۔ اشتقاق میں اصل مصدر ہے یا فعل ؟

ج۔ بصریوں کے نزدیک اشتقاق میں مصدر اصل ہے جبکہ کوفیوں کے نزدیک فعل اصل ہے۔

س۔ بصریوں کے دلائل تفصیلاً بیان کریں۔

ج۔ اس سلسلے میں بصریوں نے تین دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اشتقاق میں

مصدر اصل ہے۔

(۱) مصدر کا مفہوم واحد ہے یعنی کسی چیز کو پیدا کرنا جبکہ فعل کے مفہوم میں کثرت ہے یعنی وہ حدث (کسی چیز کے پیدا ہونے) کے ساتھ ساتھ زمانے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ واحد، متعدد سے پہلے ہوتا ہے لہٰذا مصدر پہلے ہوگا اور جب وہ فعل کے اشتقاق کے لیے اصل قرار پائے گا تو اُس کے متعلقات کے لیے بھی اصل ہوگا۔

(۲) مصدر اسم ہے اور اسم، فعل سے بے نیاز ہوتا ہے جبکہ فعل کے لیے اسم ضروری ہے چونکہ محتاج الیہ پہلے اور محتاج بعد میں ہوتا ہے لہٰذا فعل مشتق ہوگا کیونکہ مشتق، مشتق منہ کا محتاج ہوتا ہے۔

(۳) مصدر کا معنیٰ بھی اس کے اصل ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مصدر نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور تمام مشتقات اس سے نکلتے ہیں۔

س۔ کوفیوں کے دلائل تفصیل کے ساتھ لکھیں۔

ج۔ کوفیوں نے بھی اپنے مذہب پر تین دلائل پیش کیے ہیں۔

(۱) مصدر میں تعلیل اور عدمِ تعلیل کا دار و مدار فعل میں تعلیل اور عدمِ تعلیل ہے۔ مثلاً پہلے فعل میں تعلیل کے ذریعے یَوْعِدُ کو یَعِدُ بنایا پھر اس کی مناسبت سے مصدر وِعْدٌ کو عِدَۃٌ بنایا گیا۔

اور چونکہ یَوْجَلُ میں واو حذف نہیں ہوتی لہٰذا وَجلاً (مصدر) میں بھی حذف نہیں ہوئی پس تعلیل و عدمِ تعلیل میں فعل کا مدار ہونا اس کے اصل ہونے کی دلیل ہے۔

(۲) فعل کی تاکید کے لیے مصدر لایا جاتا ہے مثلاً "ضَرَبْتُ ضَرْبًا" میں "ضَرْبًا" "ضَرَبْتُ" کے قائم مقام ہے۔ اور مؤکَّد (جس کی تاکید لائی گئی ہو) مؤکِّد (جس کے ذریعے تاکید کی گئی ہو) کا اصل ہوتا ہے لہٰذا فعل اصل ہے۔

(۳) مصدر یہاں "مصدور" نکلا ہوا کے معنیٰ میں ہے یعنی یہ فعل سے نکلا ہوا ہے لہٰذا

فعل اصل ہے، مصدر کا مصدور کے معنیٰ میں ہونا اسی طرح ہے جیسے "مَشْرَبٌ عَذْبٌ" "مَشْرُوْبٌ عَذْبٌ" (میٹھا مشروب) اور "مَرْکَبٌ فَارِہٌ" "مَرْکُوْبٌ فَارِہٌ" (تیز سواری) کے معنیٰ میں آتا ہے۔

س۔ مصنف کے نزدیک کس مذہب کو ترجیح حاصل ہے اور اس کے اظہار کے لیے انہوں نے کونسا طریقہ اختیار کیا ہے۔

ج۔ مصنف کے نزدیک بصریوں کا مذہب درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان کی طرف سے کوفیوں کے دلائل کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصدر سے کسی حرف کو اس لیے حذف نہیں کیا جاتا کہ وہ فعل میں حذف ہوا ہے بلکہ ہم شکل ہونے کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے مثلاً "تَعِدُ" کی واو اس لیے حذف کی گئی کہ وہ یَعِدُ میں حذف ہوتی ہے اور نُکْرِمُ کا ہمزہ اس لیے حذف کیا گیا کہ اُکْرِمُ میں ہمزہ حذف کیا گیا حالانکہ یہ دونوں فعل ہیں اور ان میں سے کسی ایک کا بھی دوسرے پر دارومدار نہیں ہے۔

جہاں تک تاکید کا تعلق ہے تو اس سے اشتقاق میں فعل کا اصل ہونا ثابت نہیں ہوتا مثلاً جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ میں ایک لفظ زید مؤکَّد اور دوسرا مؤکِّد ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا اصل نہیں۔

کوفیوں نے مصدر کو مصدور کے معنیٰ میں لے کر اس کے لیے فعل کو اصل قرار دیا ہے اور اس کے لیے مشرب بمعنی مشروب وغیرہ کی مثال دی ہے تو یہ مجاز عقلی کی مثال ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ "جَرَی النَّھْرُ" (نہر جاری ہوئی) حالانکہ پانی جاری ہوتا ہے تو پانی کے نہر کے ساتھ اتصال کی وجہ سے جریان کی نسبت نہر کی طرف کر دی گئی۔ اسی طرح یہاں بھی مشروب کی بجائے مشرب اور مرکوب کی جگہ مرکب استعمال کیا گیا یہ مطلب نہیں کہ یہ دونوں اسم مفعول کے معنیٰ میں ہیں۔

س۔ اشتقاق کی تعریف کریں اور ان کی اقسام بتائیں۔

ج۔ جب دو لفظوں میں لفظ اور معنیٰ کے اعتبار سے مناسبت پائی جائے تو اسے اشتقاق کہتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک لفظ مشتق اور دوسرا مشتق منہ کہلاتا ہے۔

اشتقاق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اشتقاق صغیر (۲) اشتقاق کبیر (۳) اشتقاق اکبر

اشتقاق صغیر:۔

جب مشتق اور مشتق منہ میں حروف اور ترتیب دونوں کے اعتبار سے تناسب پایا جائے تو وہ اشتقاق صغیر کہلاتا ہے جیسے ضَرْبٌ سے ضَرَبَ مشتق ہے۔

اشتقاق کبیر:۔

جب مشتق اور مشتق منہ کے درمیان حروف کی مناسبت ہو لیکن ترتیبی تناسب نہ ہو تو وہ اشتقاق کبیر کہلاتا ہے۔ جیسے جَذْبٌ سے جَبَذَ۔

اشتقاق اکبر:۔

جب مشتق اور مشتق منہ کے درمیان حروف اور ترتیب دونوں کی مناسبت نہ ہو البتہ مخرج کے اعتبار سے تناسب ہو تو وہ اشتقاق اکبر کہلاتا ہے جیسا نَهَقَ سے نَعَقَ، یہاں الفاظ مختلف ہیں لیکن مخارج کے اعتبار سے موافقت ہے۔

نوٹ:۔ صرفیوں کے ہاں اشتقاق سے اشتقاق صغیر مراد لیا جاتا ہے۔

س۔ ثلاثی مجرد کے مصدر کتنے اوزان پر آتے ہیں تفصیلاً لکھیں۔

ج۔ امام سیبویہ کے نزدیک ثلاثی مجرد کے مصدر کے لیے بتیس (۳۲) اوزان آتے ہیں جو مندرجہ ذیل نقشہ سے واضح ہوتے ہیں۔

(نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

وزن	مثال	معنی	وزن	مثال	معنی
فَعْلٌ	قَتْلٌ	قتل کرنا	فَعَلَةٌ	غَلَبَةٌ	غالب آنا
فِعْلٌ	فِسْقٌ	نافرمانی کرنا	فَعِلَةٌ	سَرِقَةٌ	چوری کرنا
فُعْلٌ	شُغْلٌ	کسی کام میں معروف ہونا	فَعَالٌ	ذَهَابٌ	جانا
فَعْلَةٌ	رَحْمَةٌ	مہربانی کرنا	فِعَالٌ	صِرَافٌ	پھیرنا
فِعْلَةٌ	نِشْدَةٌ	گمشدہ کو تلاش کرنا	مَفْعَلٌ	مَدْخَلٌ	اندر آنا
فُعْلَةٌ	کُدْرَةٌ	گدلا ہونا	مَفْعِلٌ	مَرْجِعٌ	واپس آنا
فَعْلٰی	دَعْوٰی	بلانا	مِفْعَلَةٌ	مِسْعَاةٌ اصل میں مِسْعَيَةٌ تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح اسے الف سے بدلا مسعاۃ ہو گیا۔	کوشش کرنا
فِعْلٰی	ذِکْرٰی	یاد کرنا			
فُعْلٰی	بُشْرٰی	خوشخبری دینا			
فَعَلَانٌ	لَیَّانٌ اصل میں لَوْیَانٌ تھا واو کو یاء سے بدل کر ادغام کیا	نرم ہونا لَوٰی یَلْوِیْ (ضرب یضرب) قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا	مَفْعُلَةٌ	مَحْمُدَةٌ	تعریف کرنا
			فُعَالٌ	سُؤَالٌ	مانگنا
فِعْلَانٌ	حِرْمَانٌ	محروم ہونا	فَعَالَةٌ	زَهَادَةٌ	پرہیزگار ہونا
فُعْلَانٌ	غُفْرَانٌ	بخشنا	فِعَالَةٌ	دِرَایَةٌ	جاننا
فَعَلَانٌ	نَزَوَانٌ	نر کا مادہ سے جفتی کرنا	فُعُوْلٌ	دُخُوْلٌ	اندر آنا
فَعَلٌ	طَلَبٌ	ڈھونڈنا	فَعُوْلٌ	قَبُوْلٌ	قبول کرنا
فَعِلٌ	خَنِقٌ	گلا گھونٹنا	فَعِیْلٌ	وَجِیْفٌ	دل کا دہل جانا
فِعَلٌ	صِغَرٌ	چھوٹا ہونا	فُعُوْلَةٌ	صُهُوْبَةٌ	بالوں کا سرخ ہونا یا سرخ و سفید ہونا
فُعَلٌ	هُدًی اصل میں هُدَیٌ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح اسے الف سے بدلا پھر الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف	راہنمائی کرنا			

نیز ثلاثی مجرد کا مصدر اسم فاعل اور اسم مفعول کے وزن پر بھی آتا ہے۔ مثلاً " قُمْتُ قَائِمًا " اور " بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ " یہاں قائمًا قیام کے معنی میں اور " مفتون " " فتنہ " کے معنی میں ہے۔

س۔ کیا ثلاثی مجرد کے مصادر میں کچھ اوزان مبالغہ کے لیے بھی ہیں۔

ج۔ جی ہاں! اس مقصد کے لیے چند اوزان آتے ہیں مثلاً۔

تَفْعَالٌ ——— تَهْدَارٌ ——— خراب میں زیادہ اُبال آنا

" ——— تَلْعَابٌ ——— بہت کھیلنا

فِعِّيْلَى ——— حِثِّيْثَى ——— بہت اُبھارنا

" ——— دِلِّيْلَى ——— بہت راہنمائی کرنا

س۔ کیا غیر ثلاثی مجرد کے مصادر بھی زیادہ اوزان پر آتے ہیں۔

ج۔ نہیں، غیر ثلاثی مجرد کے مصادر میں ہر باب کے لیے ایک وزن مختص ہے (جیسا آگے آرہا ہے۔ البتہ بعض ابواب کے مصادر ایک سے زائد اوزان پر آتے ہیں۔ مثلاً

باب تَفْعِيْلٌ کا وزن فِعَّالٌ بھی آتا ہے جیسے كَلَّمَ سے كِلَّامًا

باب مُفَاعَلَہ کا وزن فِعَالٌ اور فِيْعَالٌ بھی آتا ہے جیسے قَاتَلَ سے قِتَالًا اور قِيْتَالًا۔

باب تَفَعُّل کا وزن تِفِعَّالٌ بھی آتا ہے جیسے تَحَمَّلَ سے تِحِمَّالًا

باب فَعْلَلَةٌ کا وزن فِعْلَال بھی آتا ہے جیسے زَلْزَلَ سے زِلْزَالًا

س۔ مصدر سے مشتق ہونے والے افعال (یعنی ابواب) کی کل تعداد بتائیں اور ایک نقشہ کے ذریعے ان تمام ابواب کی وضاحت کریں۔

ج۔ کل ابواب پینتیس ہیں جن کا اجمالی خاکہ یوں ہے۔

ثلاثی مجرد۔ ۶ رباعی مزید۔ ۳ ملحق بتدحرج۔ ۵

ثلاثی مزید فیہ ۱۲ ملحق بدحرج۔ ۶ ملحق باحرنجم۔ ۲

رباعی مجرد۔ ۱

نقشہ ابواب

	وزن	مثال
ثلاثی مجرد (۶)	فَعَلَ يَفْعِلُ	ضَرَبَ يَضْرِبُ
	فَعَلَ يَفْعُلُ	نَصَرَ يَنْصُرُ
	فَعِلَ يَفْعَلُ	سَمِعَ يَسْمَعُ
	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَتَحَ يَفْتَحُ
	فَعُلَ يَفْعُلُ	كَرُمَ يَكْرُمُ
	فَعِلَ يَفْعِلُ	حَسِبَ يَحْسِبُ
ثلاثی مزید فیہ (۱۲)	إِفْعَالٌ	إِكْرَامٌ
	تَفْعِيْلٌ	تَقْطِيْعٌ
	مُفَاعَلَةٌ	مُقَاتَلَةٌ
	تَفَعُّلٌ	تَفَضُّلٌ
	تَفَاعُلٌ	تَضَارُبٌ
	اِنْفِعَالٌ	اِنْصِرَافٌ
	اِفْتِعَالٌ	اِحْتِقَارٌ
	اِسْتِفْعَالٌ	اِسْتِخْرَاجٌ
	اِفْعِيْعَالٌ	اِخْشِيْشَانٌ
	اِفْعِوَّالٌ	اِجْلِوَّاذٌ
	اِفْعِلَالٌ	اِحْمِرَارٌ
	اِفْعِيْلَالٌ	اِحْمِيْرَارٌ

باب	وزن	مثال
رباعی مجرد (۱)	فَعْلَلَةٌ	دَحْرَجَةٌ
رباعی مزید فیہ (۳)	اِفْعِنْلَالٌ اِفْعِلَّالٌ تَفَعْلُلٌ	اِحْرِنْجَامٌ اِقْشِعْرَارٌ تَدَحْرُجٌ
ملحق برباعی مجرد (ملحق بدحرجۃ) (۵)	فَعْلَلَةٌ فَوْعَلَةٌ فَيْعَلَةٌ فَعْوَلَةٌ فَعْلَوَةٌ	شَمْلَلَةٌ حَوْقَلَةٌ بَيْطَرَةٌ جَهْوَرَةٌ قَلْسَاةٌ (اصل میں قَلْسَوَةٌ تھا واو چوتھی جگہ فتح کے بعد واقع ہوئی اسے یا سے بدلا پھر یا متحرک، ما قبل مفتوح اسے الف سے بدلا قلساۃٌ ہوگیا۔
ملحق برباعی مزید فیہ (ملحق بتدحرج) (۶)	تَفَعْلُلٌ تَفَعُّلٌ تَفَوْعُلٌ تَفَيْعُلٌ تَفَعْوُلٌ تَمَفْعُلٌ	تَقَلْنُسٌ تَجَلْبُبٌ تَجَوْرُبٌ تَشَيْطُنٌ تَرَهْوُكٌ تَمَسْكُنٌ

باب	وزن	مثال
ملحق برباعی مزید فیہ (ملحق باحرنجام) (۲)	اِفْعَنْلَلٌ اِفْعِنْلَاءٌ	اِقْعَنْسَسٌ اِسْلِنْقَاءٌ اصل میں اِسْلِنْقَايٌ بروزن افعنلاءٌ تھا یا الف زائدہ کے بعد واقع ہوئی اسے ہمزہ سے بدل دیا۔

س۔ وہ کون سے ابواب ہیں جنہیں "اصولِ ابواب" کہا جاتا ہے؟

ج۔ وہ ثلاثی مجرد کے پہلے تین باب "ضَرَبَ يَضْرِبُ"، "نَصَرَ يَنْصُرُ" اور "سَمِعَ يَسْمَعُ" ہیں۔

س۔ ان ابواب کو "اصولِ ابواب" کہنے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ چونکہ ان کی ماضی میں عین کلمہ کی حرکت مضارع کے عین کلمہ کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے اور ماضی کا معنیٰ بھی مضارع کے معنیٰ کے خلاف ہوتا ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے ان ابواب کے معانی اور حرکات کے درمیان اتفاق پایا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ باب زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔

س۔ ثلاثی مجرد کے باقی تین ابواب کو اصول ابواب میں شمار کیوں نہیں کیا جاتا۔

ج۔ "فَتَحَ يَفْتَحُ" اس لیے اصول ابواب میں شامل نہیں کہ اس کی ماضی اور مضارع کی حرکت میں اختلاف نہیں نیز یہ باب حرف حلقی کے بغیر نہیں آتا۔

باب "كَرُمَ يَكْرُمُ" کے اصول ابواب میں سے نہ ہونے کی ایک وجہ تو وہی ہے کہ ماضی اور مضارع میں عین کلمہ کی حرکت ایک دوسرے کے مخالف نہیں نیز یہ صرف طبعی امور یعنی خلقی صفات کے اظہار کے لیے ہی آتا ہے۔ "حَسِبَ يَحْسِبُ" بھی اصول ابواب میں سے نہیں کیونکہ اس کی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت ایک جیسی ہوتے کے علاوہ اس باب سے چند مخصوص افعال آتے ہیں۔

س۔ آپ نے کہا ہے کہ باب "فَتَحَ یَفْتَحُ" میں حرف حلقی کا آنا لازم ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں رَکَنَ یَرْکَنُ، اَبٰی یَاْبٰی، بَقٰی یَبْقٰی، فَنٰی یَفْنٰی، اور قَلٰی یَقْلٰی میں حرف حلقی نہیں لیکن یہ تمام اسی باب سے آرہے ہیں۔

ج۔ پہلے دو باب لغاتِ متداخلہ سے ہیں لہٰذا شاذ ہیں۔ اور باقی تین باب قبیلہ بنو طی کی لغت ہے۔ چونکہ وہ کسرہ سے بھاگتے ہیں لہٰذا انہوں نے فتحہ استعمال کیا۔

س۔ لغاتِ متداخلہ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ متداخلہ تداخل سے بنا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دو بابوں میں سے ایک کی ماضی اور دوسرے کا مضارع لے کر ایک باب بنا دیا جائے۔ جیسے ایک لغت کے اعتبار سے رَکَنَ، یَرْکُنُ ہے اور دوسری لغت میں رَکِنَ یَرْکَنُ ہے۔ اب پہلی لغت سے ماضی اور دوسری سے مضارع لے کر رَکَنَ، یَرْکَنُ بنا دیا گیا اسے تداخلِ حقیقی کہتے ہیں۔ جبکہ اَبٰی، یَاْبٰی میں تداخلِ تقدیری ہے۔ کیونکہ اس میں دوسری لغت نہ ملنے کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں بھی رَکَنَ یَرْکَنُ کی طرح تداخل ہوا ہے۔

س۔ کیا ثلاثی مجرد کے ابواب میں ان چھ مشہور اوزان کے علاوہ بھی کوئی وزن آتا ہے؟

ج۔ جی ہاں، اس سلسلے میں ایک وزن فَعِلَ یَفْعُلُ آتا ہے۔ جیسے فَضِلَ یَفْضُلُ اور کَوِدَ یَکُوْدُ، دَوِمَ یَدُوْمُ، لیکن

فعل ماضی

س۔ فعل ماضی مبنی کیوں ہے؟

ج۔ چونکہ اس میں اعراب کو واجب کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ مثلاً فاعلیت مفعولیت اور اضافت کے ساتھ اسے مشابہتِ تامہ حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا یہ مبنی ہے۔

س۔ ماضی حرکت پر اور بالخصوص فتحہ پر کیوں مبنی ہے؟

ج۔ چونکہ ماضی کو اسم کے ساتھ اس اعتبار سے مشابہت حاصل ہے کہ جیسے وہ نکرہ کی صفت بن سکتا ہے۔ یہ بھی بن سکتی ہے۔ لہٰذا اسے حرکت پر مبنی رکھا گیا۔ مشابہت کی مثال یہ ہے۔ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ اور مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اور فتحہ پر اس لیے مبنی ہے کہ باقی حرکات کی نسبت فتحہ سکون کے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ فتحہ الف کی جُز ہے اور الف کو سکون لازم ہوتا ہے۔

س۔ جب ماضی اسم کے مشابہ ہے تو اسے معرب کیوں نہیں رکھا گیا؟ حالانکہ مضارع کا معرب ہونا اسی مشابہت کی وجہ سے ہے؟

ج۔ ماضی کو اگرچہ اسم کے ساتھ مشابہت ہے لیکن یہ مشابہت اس کے معرب ہونے کے لیے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے کچھ اور شرائط ہیں جو مضارع میں پائی جاتی ہیں لیکن ماضی میں نہیں پائی جاتیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ فعل جب اسم معرب کے مشابہ ہو اس سے

عمل حاصل کیا ہے پس اس کے عوض میں اسے اعراب دیا جاتا ہے یا اسے اسم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت ہو اور یہ باتیں مضارع میں پائی جاتی ہیں۔ ماضی میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مضارع کو اسم کے ساتھ زیادہ مشابہت حاصل ہونے کی وجہ سے معرب رکھا گیا ماضی کو کم مشابہت حاصل ہے۔ لہٰذا وہ فتحہ پر مبنی ہے۔ اور امر کو بالکل مشابہت حاصل نہیں لہٰذا وہ سکون پر مبنی ہے۔

س۔ اسم کے ساتھ مشابہت کی کیا کیا صورتیں ہیں۔

ج۔ اسم کے ساتھ مشابہت کی صورتیں یہ ہیں (۱) حرکات و سکنات کا ایک جیسا ہونا۔

(۲) نکرہ کی صفت واقع ہونا۔

(۳) مبتدا کی خبر واقع ہونا۔

(۴) اور شروع میں لام ابتدا کا آنا ہے۔

یہ تمام باتیں مضارع میں پائی جاتی ہیں۔ جبکہ ماضی میں ان میں سے بعض باتیں موجود ہیں۔ لہٰذا مضارع کو اسم کے ساتھ مشابہت تامہ حاصل ہے اور ماضی کو قلیل مشابہت حاصل ہے۔

س۔ ماضی کے آخر میں الف، واؤ اور نون کا اضافہ کیوں کیا گیا۔

ج۔ یہ اضافہ اس لیے کیا گیا کہ ان حروف سے فاعل کی ضمیروں، ھُمَا، ھُمْ، ھُنَّ پر دلالت پائی جائے۔

س۔ ضَرَبُوْا میں ب کو ضمہ کیوں دیا گیا۔

ج۔ چونکہ ضَرَبُوْا میں ب کے بعد واؤ آتی ہے اس لیے اس کی مناسبت سے ب کو ضمہ دیا گیا ہے۔

س۔ رَمَوْا میں بھی واو سے پہلے میم کو ضمہ دینا چاہیے تھا کیونکہ وہ واؤ کا ماقبل ہے لیکن آپ نے اسے فتحہ دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ دراصل رَمَوْا میں واؤ میم کے بعد نہیں ہے بلکہ یا کے بعد ہے جسے حذف کر دیا گیا اصل میں یہ رَمَیُوْا تھا۔

س۔ رَضُوْا جو اصل میں رَضِیُوْا تھا وہاں بھی واؤ ضاد کے بعد نہیں۔ لیکن آپ نے ضاد کو ضمہ دیا۔ کیوں؟

ج۔ ______ کسرہ تحقیقیہ سے ضمہ تقدیری کی طرف خروج سے بچنے کے لیے ضاد کو ضمہ دیا گیا اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسی صورت میں فتحہ بھی دیا جا سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتحہ کی نسبت ضمہ واؤ کے زیادہ مناسب ہے۔

س۔ جمع کے صیغے مثلاً ضَرَبُوْا کے آخر میں الف بڑھانے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ واؤ عطف اور واؤ جمع میں تفریق کرنے کے لیے ایسا کیا گیا۔ مثلاً حَضَرَ وَ قَتَلَ میں واؤ عطف کی ہے۔ اگر جمع کے صیغے کے آخر میں الف نہ ہوتا تو یہاں واؤ جمع کا شبہ ہو سکتا تھا۔

دوسری وجہ یہ بیان کی گئی کہ جمع اور واحد کی واؤ میں تفریق کے لیے ایسا کیا گیا۔ مثلاً جن لوگوں کے نزدیک حرف جزم کے ساتھ حرفِ علت نہیں گرتا اور وہ لَمْ یَدْعُوْ پڑھتے ہیں۔ ان کے نزدیک واحد اور جمع کے صیغے میں اس الف کی وجہ سے ہی تمیز ہو سکتی ہے۔

س۔ مؤنث کی علامت کے طور پر حرف تا کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

ج۔ چونکہ تا دوسرے مخرج یعنی منہ کے درمیان سے نکلتی ہے اور مؤنث (عورت) تخلیق میں دوسرے نمبر پر ہے۔ لہٰذا اس کا انتخاب کیا گیا۔

نوٹ:۔ واحد مؤنث غائب کی تا ضمیر نہیں ہوتی۔

س۔ ضَرَبْنَ سے لے کر آخر تک کے صیغوں میں با کو کیوں ساکن کیا گیا؟

ج۔ ان دو کلموں میں جو ایک ہی کلمے کی طرح ہیں۔ چار حرکات کے مسلسل آنے سے

بچنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔

س۔ ضَرَبْنَ وغیرہ میں دو کلمے ہیں یعنی ایک فعل اور دوسرا فاعل۔ لیکن آپ اسے ایک کلمہ کی طرح قرار دے رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے اور اس پر دلیل کیا ہے؟

ج۔ ان دو کلموں کے درمیان بہت زیادہ امتزاج پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ ایک ہی کلمہ کی طرح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی ضمیر پر تاکید کے بغیر عطف جائز نہیں مثلاً "ضَرَبْتَ وَ زَیْدٌ" نہیں کہہ سکتے بلکہ "ضَرَبْتَ اَنْتَ وَ زَیْدٌ" کہیں گے۔

س۔ آپ نے کہا ہے کہ ان صیغوں میں مسلسل چار حرکات سے بچنے کے لیے با کو ساکن کیا گیا تو اسی قاعدے کے مطابق ضَرَبَتَا میں با کو ساکن کرنا چاہیے تھا۔

ج۔ دراصل ضَرَبَتَا کی تا کی حرکت سکون کے حکم میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رَمَتَا میں الف گر گیا یعنی اصل میں یہ رَمَیَتَا تھا یا متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح ہے۔ لہٰذا یا کو الف سے بدلا اور تا اصل میں ساکن ہے۔ لہٰذا اجتماع ساکنین ہوا جس کی وجہ سے الف کو گرا دیا اور رَمَتَا ہو گیا۔ البتہ ایک ضعیف لغت میں اسے رَمَاتَا پڑھا جاتا ہے۔

س۔ ضَرَبَکَ میں بھی چار حرکات مسلسل آ رہی ہیں۔ "با" کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا۔

ج۔ ضَرَبَکَ میں چار حرکات دو کلموں میں ہیں اور یہ دونوں ایک کلمہ کی طرح بھی نہیں کیونکہ یہاں ضمیر مخاطب، مفعول کی ضمیر ہے۔

س۔ هُدَبِدٌ میں چار حرکات کا اجتماع ہے یہاں کسی حرف کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا۔

ج۔ هُدَبِدٌ دراصل هُدَابِدٌ تھا لہٰذا چار حرکات مسلسل نہیں الف کو تخفیف کی غرض سے گرایا گیا جیسے "مُخَیِّطٌ" اصل میں "مُخَیَاطٌ" تھا۔ تخفیف کی غرض سے الف کو گرا دیا۔

س۔ ضَرَبْنَ جمع مونث کا صیغہ ہے اس سے تا ر تانیث کو کیوں گرایا گیا۔

ج۔ تاکہ تانیث کی دو علامتیں "تاء" اور "نون" اکٹھی نہ ہو جائیں جیسا کہ مُسْلِمَاتٌ میں کیا گیا

س۔ چونکہ یہ دونوں علامتیں ایک جنس سے نہیں لہٰذا ان کے اکٹھا ہونے سے خرابی

لازم نہیں آتی۔ پھر کیوں گرایا گیا؟

ج۔ ان کے اجتماع سے ثقل لازم آتا تھا اس لیے ایک علامت کو حذف کر دیا گیا۔

س۔ "حُبْلَیَاتٌ" میں تانیث کی دو علامتیں یعنی الف مقصورہ اور تا ر جمع ہیں یہاں ایک علامت کو کیوں نہیں گرایا گیا۔

ج۔ چونکہ یہ دونوں علامتیں ایک جنس کی نہیں اور ثقل بھی پیدا نہیں ہوتا۔

س۔ آپ نے مسلمات میں دونوں علامتوں کے ہم جنس نہ ہونے کے باوجود ایک کو حذف کیا تو یہاں ایسا کیوں نہیں کیا گیا

ج۔ دراصل حُبْلیٰ کا الف کلمہ کا حصہ ہے جو حُبْلَیَاتٌ میں یا سے بدل گیا جبکہ مُسْلِمَاتٌ کے واحد مُسْلِمَةٌ میں تا ء کلمے کا حصہ نہیں بلکہ زائد ہے۔ لہٰذا اسے حذف کر دیا گیا۔

س۔ مخاطب کے دو صیغوں کو ایک جیسا رکھا گیا مثلاً ضَرَبْتُمَا اور متکلم میں واحد کے لیے دو کی بجائے ایک صیغہ ضَرَبْتُ اور تثنیہ و جمع کے لیے چار کی بجائے ایک صیغہ ضَرَبْنَا کیوں رکھا گیا۔

ج۔ چونکہ مخاطب کے صیغے کم استعمال ہوتے ہیں نیز ضمیر کی وضع ہی اختصار کے لیے ہے لہٰذا مخاطب کے لیے دو کی بجائے ایک صیغہ بطور اختصار اختیار کیا گیا نیز متکلم کے صیغوں میں مذکر و مونث اور تثنیہ و جمع کا شبہ نہیں پڑتا کیونکہ متکلم سامنے نظر آ رہا ہوتا ہے یا آواز سے پہچان ہو جاتی ہے لہٰذا اختصار سے کام لیا گیا۔

س۔ ضَرَبْتُمَا میں حرف "میم" کا اضافہ کیونکر کیا گیا۔

ج۔ تاکہ الف اشباع کے ساتھ التباس لازم نہ آئے جیسے شاعر کا قول ہے۔

اخوک اخومکاثرۃ وضحک — تیرا بھائی تو ہنس مکھ اور خوش باش تھا۔

وحیاک الالہ فکیف انتا — اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ہے۔

فانک ضامن بالرزق حتی
توفی کل نفس ما ضمنتا — کیا تو رزق کا ضامن ہے۔ کہ جس کا تو ضامن نہ ہوگا وہ (بھوکا) مر جائے گا۔

یہاں "اَنْتُمَا" اور "ضَرَبْتُمَا" اصل میں "اَنْتَ" اور "ضَرَبْتَ" ہیں الف اشباع کا ہے
اگر تثنیہ کے صیغے میں میم نہ ہوتی تو یہاں اشتباہ ہوتا کہ آیا یہ تثنیہ کا صیغہ ہے یا واحد کا۔

س۔ الف اشباع کسے کہتے ہیں۔

ج۔ اشباع، شبع سے بنا ہے جس کا معنیٰ سیر ہو کر کھانا ہے۔ جب فتحہ کو کھینچ کر یعنی اچھی طرح پڑھا جائے تو الف پیدا ہوتا ہے اسے الف اشباع کہتے ہیں۔

س۔ مندرجہ بالا اشعار کا پس منظر کیا ہے۔

ج۔ یہ ایک عورت کے اشعار ہیں جس کا خاوند ہنس مکھ اور خوش مزاج تھا۔ اس کے انتقال پر اس عورت نے اس کے بھائی سے شادی کر لی جس کی طبیعت اپنے بھائی کی طبیعت کے برعکس تھی تو عورت نے اسے مخاطب کر کے یہ شعر پڑھے۔

س۔ الف اشباع اور الف تثنیہ میں فرق کے لیے تثنیہ کے صیغہ میں میم کی بجائے کوئی دوسرا حرف کیوں نہیں لایا گیا۔

ج۔ کیونکہ تثنیہ کی ضمیر "اَنْتُمَا" میں بھی میم ہے لہٰذا اس میں بھی میم لائی گئی۔

س۔ اَنْتُمَا میں میم کی تخصیص کا سبب کیا ہے۔

ج۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تا اور میم قریب المخرج ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ چونکہ غائب کی ضمیر "ھُمَا" میں میم ہے۔ لہٰذا اس کی اتباع میں یہاں میم لائی گئی ہے۔

س۔ ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ اور ضَرَبْتُنَّ میں حرف "تا" کو ضمہ کیوں دیا گیا۔

ج۔ چونکہ یہ فاعل کی ضمیر ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے لہٰذا ضمہ اس کے مناسب ہے جبکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ میم کی اتباع میں ضمہ دیا گیا کیونکہ میم شفوی (ہونٹوں سے نکلنے والا) ہے لہٰذا تا کو میم کی ہم جنس حرکت دی گئی اور وہ ضمہ ہے۔ کیونکہ یہ بھی شفوی ہے

س۔ ضَرَبْتَ واحد مذکر حاضر میں بھی تو ضمیر فاعل ہے وہاں فتحہ کیوں دیا گیا۔

ج۔ تاکہ متکلم کے صیغے کے ساتھ التباس پیدا نہ ہو جبکہ تثنیہ میں یہ خطرہ نہیں۔

س۔ "ضَرَبْتُمْ" میں میم کے اضافے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ ضَرَبْتُمْ میں "میم" کا اضافہ اس لیے کیا گیا کہ وہ تثنیہ کے صیغہ کے موافق ہو جائے۔

س۔ جمع مذکر حاضر کے صیغے ضَرَبْتُمْ میں ضمیر فاعل کونسی ہے؟

ج۔ اس کی ضمیر فاعل حرف واو ہے جو محذوف ہے کیونکہ یہ اصل میں "ضَرَبْتُمُوْا" تھا۔ واو کو حذف کیا گیا کیونکہ یہاں میم، اسم کے قائم مقام ہے نحو کے علاوہ کوئی ایسا اسم نہیں جس کے آخر میں واو اور اس سے پہلے ضمہ ہو۔

س۔ "میم" اسم کے قائم مقام ہے۔ اس کی وضاحت کیجیے؟

ج۔ ثلاثی مجرد میں "میم" اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ اور مصدر میمی وغیرہ کی علامت ہے اور غیر ثلاثی میں اسم فاعل اور اسم مفعول کی علامت ہے اس لیے اسے اسم کے قائم مقام کیا گیا

س۔ اسم کے آخر میں واو اور اس سے پہلے ضمہ نہیں آتا۔ اس کی تائید میں کوئی مثال پیش کریں۔

ج۔ دَلْوٌ کی جمع اَدْلُوٌ ہے لیکن اسے اَدْلٍ پڑھتے ہیں کیونکہ اَدْلُوٌ میں واو ما قبل مضموم آخر میں ہے اور یہ جائز نہیں لہٰذا لام کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر واو کو یاء سے بدلا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا۔ یوں یاء اور تنوین میں اجتماع ساکنین ہو گیا لہٰذا یاء کو گرا دیا اَدْلٍ ہو گیا۔

س۔ ضَرَبُوْا اور ضَرَبْتُمُوْہُ آپ کے بیان کردہ قاعدہ کے خلاف ہیں۔

ج۔ "ضَرَبُوْا" کی واو اسم کے قائم مقام نہیں لہٰذا اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا اور ضَرَبْتُمُوْہُ میں ضمیر منصوب آنے کی وجہ سے واؤ آخر میں نہ رہی ہے جیسے عَظَایَۃٌ کی یاء آخر میں تاء آنے کی وجہ سے کلمہ کا آخری حرف نہ رہی لہٰذا اسے ہمزہ سے نہیں بدلا جاتا۔

س۔ "ضَرَبْتُنَّ" میں نون کو مشدد کیوں لایا گیا حالانکہ "ضَرَبْنَ" میں مشدد نہیں۔

ج۔ "ضَرَبْتُنَّ" اصل میں "ضَرَبْتُمُنَّ" تھا۔ کیونکہ تثنیہ کی موافقت میں یہاں بھی نون کا

اضافہ کیا گیا۔ اب میم اور نون کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے "میم" کو "نون" سے بدل کر ادغام کر دیا۔ جبکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ "نَصَرْتُمْنَ" تھا۔ چونکہ مونث کے باقی صیغوں میں نون کا ماقبل ساکن ہے لہٰذا ان صیغوں کی موافقت کے لیے اس کے ماقبل کو ساکن کرنا مقصود تھا تاو خطاب کو ساکن کرتے تو اجتماع ساکنین لازم آتا علامت ہونے کی وجہ سے اس کو حذف کرنا بھی ممکن نہ تھا لہٰذا ایک نون کا اضافہ کر کے ادغام کر دیا گیا۔ اس طرح یہ نَصَرْتُمُنَّ ہو گیا۔

س۔ نون اور میم کے قرب کی بنا پر تبدیلی کی کوئی مثال پیش کریں۔

ج۔ اس کی مثال لفظ عَنْبَرٌ ہے جو نون کے ساتھ عَنْبَرٌ ہے۔ لیکن اس کا تلفظ میم کے ساتھ یعنی عَمْبَرٌ ہے۔

س۔ نَصَرْتُ (واحد متکلم) میں تاء کا اضافہ کیوں کیا گیا۔

ج۔ متکلم کی ضمیر "اَنَا" ہے۔ اگر اس میں سے کوئی حرف زیادہ کرتے تو "نَصَرَا" یا "نَصَرْنَ" بن کر تثنیہ مذکر غائب یا جمع مونث غائب کے صیغوں سے التباس لازم آتا لہٰذا اضافہ کے لیے تاء کا انتخاب کیا گیا کیونکہ دوسرے صیغوں مثلاً واحد مونث غائب واحد مذکر حاضر اور واحد مونث حاضر میں بھی تاء کا اضافہ کیا گیا۔

س۔ جمع متکلم کے صیغے "نَصَرْنَا" میں "نَا" کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

ج۔ جمع متکلم کی ضمیر "نَحْنُ" ہے لہٰذا کسی ایسے حرف کا اضافہ ضروری تھا جو اس ضمیر پر دلالت کرے لہٰذا نون کا اضافہ کیا گیا البتہ جمع مؤنث غائب کے صیغے کے ساتھ التباس سے بچنے کے لیے نون کے ساتھ الف کا اضافہ بھی ہوا اور یوں یہ صیغہ نَصَرْنَا بن گیا۔

س۔ ضمیروں کی تعداد اور اقسام لکھیں۔

ج۔ کل ضمیریں ساٹھ ہیں جو پانچ اقسام کے تحت آتی ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مرفوع متصل (۲) مرفوع منفصل (۳) منصوب متصل (۴) منصوب منفصل۔
(۵) مجرور متصل۔

ان میں سے ہر قسم کے تحت بارہ بارہ ضمیریں ہیں۔ اس طرح کل ضمیریں ساٹھ ہوتیں۔ بارہ ضمیروں کی تفصیل یہ ہے۔

پانچ غائب (مذکر و مؤنث) پانچ حاضر (مذکر و مؤنث)، اور دو متکلم کی ضمیریں۔ (کل بارہ)

س۔ کل اقسام ضمائر چھ اور تعداد ضمائر ایک سو آٹھ ہونی چاہیے۔ لیکن آپ نے ضمیر مجرور منفصل کو بھی چھوڑ دیا اور ہر نوع سے چھ ضمیریں بھی غائب کر دیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

ج۔ ضمیر مجرور منفصل کا کوئی وجود نہیں کیونکہ حرف جر اور ضمیر کے درمیان یا مضاف اور ضمیر کے درمیان اتصال ضروری ہے نیز انفصال کے لیے مجرور کو حرف سے مقدم کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً "مَرَرْتُ زَیْدٍ بِ" اور یہ خلاف قاعدہ ہے۔

جہاں تک تعداد ضمائر کا تعلق ہے تو اصولی طور پر ہر نوع سے اٹھارہ ضمیریں آنی چاہیں کیونکہ غائب، حاضر اور متکلم میں سے ہر ایک کے لیے چھ چھ ضمیریں ہیں۔ لیکن غائب اور مخاطب میں تثنیہ کا صیغہ کم استعمال ہوتا ہے لہٰذا ان میں سے ایک ایک کو لے لیا گیا یعنی "هُمَا" اور "اَنْتُمَا" کو دو دو بار کی بجائے ایک ایک بار استعمال کیا گیا۔ اور متکلم کی پہچان اکثر دیکھنے سے یا آواز کے ذریعے ہو جاتی ہے لہٰذا واحد مذکر و مونث کے لیے ایک ضمیر "اَنَا" اور تثنیہ و جمع مذکر و مونث کے لیے ایک ضمیر "نَحْنُ" استعمال کی جاتی ہے۔ اس طرح اٹھارہ کی بجائے بارہ ضمیریں مستعمل ہیں۔

نوٹ:۔ ضمیروں کی تفصیل آپ ابتدائی کتب سے معلوم کر چکے ہیں لہٰذا یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

س۔ قیاس کا تقاضا ہے کہ "هُوَ" کا تثنیہ هُوَا اور جمع هُوُوْا آتی لیکن آپ "هُمَا"
اور "هُمُوْا" پڑھتے ہیں کیوں؟

ج۔ چونکہ جمع کی ضمیر میں دو واؤ جمع ہو جاتی ہیں لہٰذا اس اجتماع سے بچنے
کے لیے پہلی واؤ کو میم سے بدل دیا کیونکہ میم اور واؤ دونوں شفوی ہونے
کی وجہ سے قریب المخرج ہیں۔ یوں یہ هُمُوْ بن گیا پھر واؤ کو حذف کیا گیا
(اس کی وجہ ص ۲۱ پر لکھی گئی ہے) یوں یہ هُمْ ہو گیا اور تثنیہ
کی ضمیر جمع کے مطابق بنائی گئی۔

بعض کہتے ہیں کہ چونکہ واو حرف علت ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے
لہٰذا اسے میم سے بدلا تاکہ فتح (زبر) میم قوی پر آئے۔

س۔ أَنْتُمَا میں "میم" لانے کی کیا وجہ ہے۔

ج۔ چونکہ ضَرَبْتُمَا میں میم لائی گئی (اس کی وجہ گزر چکی ہے)۔ لہٰذا اس سے متعلق
ضمیر میں بھی میم لائی گئی ہے۔ پھر اس کی مناسبت سے جمع مخاطب کی ضمیر
"أَنْتُمْ" میں بھی میم کا اضافہ کیا گیا۔

بعض حضرات کے نزدیک ضَرَبْتُمَا میں میم اس لیے لائی گئی کہ أَنْتُمَا میں لائی
گئی تھی۔ اور أَنْتُمَا میں میم لانے کی وجہ یہ ہے کہ هُمَا (ضمیر غائب) میں اسے
لایا گیا اور هُمَا میں اس لیے لائے کہ هُمُوْا میں اسے لایا گیا اور هُمُوْا میں لانے
کی وجہ یہ ہے کہ ایک کنارے میں دو واؤ کا اجتماع ہو رہا تھا۔

س۔ دو واؤ کے اجتماع سے بچنے کے لیے ایک واؤ کو حذف کیا جا سکتا تھا۔
ایسا کیوں نہیں کیا؟

ج۔ اگر ایک واؤ کو حذف کر دیا جاتا تو تین سے کم حروف رہ جاتے لیکن جب
میم کا اضافہ کیا گیا تو اب واؤ کو حذف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

س۔ "هُوَ" کی واو کو حذف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

ج۔ جب هُوَ کسی دوسرے کلمے سے مل جائے تو اب اس کی واؤ کو حذف کرنے
میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اب حروف کی کثرت بھی پائی گئی اور واو بھی
کنارے پر واقع ہے۔ اب اس کثرت میں "ہا" اپنی حالت پر یعنی مضموم ہی
رہے گی جیسے لَهُ "البتہ اگر اس کا ماقبل مکسورہ یا یاء ساکنہ ہو تو کسرہ دیا جائے گا
تاکہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے مثلاً "فِيْ غُلَامِهٖ" اور "فِيْهِ"۔

س۔ رَمَیَ کی یاء کو الف سے بدل سکتے ہیں یا نہیں؟

ج۔ رَمَیَ کی یاء کو الف سے بدلا جا سکتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب
اس کو کسی کلمہ سے ملایا جائے۔ مثلاً ضَارِبُهَا اور لَهَا۔ اصل میں یہ ضَارِبِيْ اور
"لِيْ" تھا۔ آسانی کے لیے یاء کو "الف" سے بدلا اور یہ ایسے ہی ہے
جیسے یا غُلَامِيْ کو یا غُلَامَا اور یا بَادِيَةُ کو یا بَادَاةُ پڑھتے ہیں۔

س۔ تثنیہ کی ضمیر میں یاء کو میم سے کیوں بدلتے ہیں؟

ج۔ چونکہ تثنیہ کی ضمیر کے آخر میں الف ہوتا ہے اور اس سے پہلے فتحہ ہونا
ضروری ہے اور یاء حرف علت ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اس لیے
اسے میم سے بدلا تاکہ فتحہ یائے ضعیف پر نہ آئے۔

س۔ هُنَّ ضمیر میں نون مشدد کیوں ہے؟

ج۔ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لیے ص ۲۱ دیکھیں۔

س۔ منصوب متصل کی ضمیروں میں فاعل اور مفعول کی ضمیر جمع ہو سکتی ہیں یا نہیں اگر
نہیں تو کیوں؟

ج۔ یہاں فاعل اور مفعول کی ضمیر اکٹھی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس طرح ایک ہی شخص کا
ایک ہی حالت میں فاعل اور مفعول ہونا لازم آتا ہے۔ مثلاً ضَرَبْتُكَ اور

ضَرَبْتُنِیْ میں ایک ہی شخص فاعل اور مفعول بن رہا ہے البتہ افعال قلوب میں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا مفعول اوّل حقیقت میں مفعول ہوتا ہی نہیں۔ مثلاً عَلِمْتُکَ فَاضِلًا اور عَلِمْتُنِیْ فَاضِلًا درحقیقت عَلِمْتُ فَضْلَکَ اور عَلِمْتُ فَضْلِیْ ہے۔

س۔ ضَارِبِیَّ اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کی کیا کیفیت ہے۔

ج۔ ضَارِبِیَّ اصل میں ضَارِبُوْنَ تھا جب اسے یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر گیا۔ ضَارِبُوْیَ ہو گیا۔ یاء اور واؤ جمع ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا اور یاء کی مناسبت سے باء کو کسرہ دیا ضَارِبِیَّ ہو گیا۔ جیسا کہ مَهْدِیٌّ اصل میں مَهْدُوْیٌ تھا اور تعلیل کے بعد مَهْدِیٌّ بن گیا۔

س۔ ضمیر مرفوع متصل کون کون سے صیغوں میں مُستتر ہوتی ہے؟

ج۔ ضمیر مرفوع متصل پانچ جگہوں میں مُستتر ہوتی ہے۔

۱۔ واحد مذکر غائب:۔ ضَرَبَ (ماضی) یَضْرِبُ (مضارع) لِیَضْرِبْ (امر) لَا یَضْرِبْ (نہی)

۲۔ واحد مونث غائب:۔ ضَرَبَتْ (ماضی) تَضْرِبُ (مضارع) لِتَضْرِبْ (امر) لَا تَضْرِبْ (نہی)

۳۔ واحد مذکر حاضر:۔ تَضْرِبُ (مضارع) اِضْرِبْ (امر) لَا تَضْرِبْ (نہی)

۴۔ متکلم: اَضْرِبُ وَنَضْرِبُ (مضارع)

۵۔ صفت (فاعل وغیرہ): ضَارِبٌ آخر تک

س۔ تَضْرِبِیْنَ واحد مونث حاضر میں ضمیر مستتر ہے یا بارز؟

ج۔ امام اخفش کے نزدیک اس کا فاعل ضمیر مُستتر ہے اور یاء علامت خطاب ہے۔ جب کہ عام صرفیوں کے نزدیک یاء ضمیر بارز ہے جیسے تَضْرِبُوْنَ کی واو ہے۔

س۔ اس صیغے کے لیے یاء کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

ج۔ قرآن پاک میں واحد مونث حاضر کے صیغے میں یاء لائی گئی ہے جیسے فَهُزِّیْ ہے

پس اسی مناسبت سے فاعل کے لیے ضمیر کے طور پر یاء کا انتخاب کیا گیا۔

س۔ اَنْتِ واحد مونث حاضر کی ضمیر ہے اس کے حروف میں سے کوئی حرف کیوں نہیں لیا گیا۔

ج۔ اگر الف کا اضافہ کیا جاتا تو تثنیہ کے صیغے سے التباس لازم آتا، نون کے اضافے سے دو نون جمع ہو جاتے اور تاء کا اضافہ کرتے تو دو تاء جمع ہو جاتیں۔

س۔ واحد مونث حاضر میں ضمیر کو بارز کیوں لایا گیا۔

ج۔ اگر ضمیر بارز نہ ہوتی تو یہ بھی تَضْرِبْنَ ہوتا اور یوں جمع مونث حاضر کے صیغے سے التباس لازم آتا۔

س۔ التباس سے بچنے کے لیے نون کے ماقبل باء کو حرکت دی جا سکتی تھی۔ یا اسے حذف کر دیا جاتا

ج۔ اس صورت میں نون ثقیلہ یا نون خفیفہ کے ساتھ التباس آ جاتا اس لیے ایسا نہیں کیا گیا۔ جبکہ نون کو حذف کرنے سے واحد مذکر حاضر سے التباس لازم آتا۔

س۔ ضمیر مرفوع کو مستتر رکھا گیا منصوب اور مجرور ضمیروں میں ایسا کیوں نہیں کیا گیا۔

ج۔ کیونکہ یہ فعل کو لازم ہونے کی وجہ سے اس کی جزء کی طرح ہے۔

س۔ واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب کی ضمیروں کو مستتر رکھا گیا تثنیہ اور جمع میں ایسا کیوں نہیں کیا گیا۔

ج۔ استتار (ضمیر کو پوشیدہ رکھنا) خفیف ہے اور واحد کا صیغہ تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں پہلے ہوتا ہے لہٰذا وہ تخفیف کے زیادہ لائق ہے۔

س۔ مخاطب اور متکلم کے ماضی کے صیغوں میں ضمیر کو مستتر کیوں نہیں رکھا گیا۔

ج۔ استتار ایک کمزور دلیل ہے جب کہ ابراز قوی دلیل ہے۔ چونکہ مخاطب اور متکلم

میں قوت ہوتی ہے لہذا ان کو قوی دلیل دی گئی یعنی ان میں ضمیر بارز رکھی گئی۔

س۔ واحد مخاطب اور متکلم مطلق (واحد و جمع) مضارع میں بھی ضمیر بارز ہونی چاہیئے تھی کیونکہ یہ صیغے بھی تو قوی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں ضمیر مستتر ہے۔

ج۔ ماضی اور مضارع میں فرق کرنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔

س۔ کیا ان پانچ مقامات میں استتارِ ضمیر کی کوئی اور دلیل بھی ہے۔

ج۔ جی ہاں! بعض حضرات کا قول ہے کہ ضَرَبَ میں عدم ابراز، استتار کی دلیل ہے ضَرَبَتْ میں تاء مونث کی علامت ہے لہذا ضمیر بارز کی ضرورت نہ تھی، اسی طرح یَضْرِبُ میں یاء، تَضْرِبُ میں تاء، اَضْرِبُ میں ہمزہ اور نَضْرِبُ میں نون (علامات مضارع) ان صیغوں کی پہچان کے لیے کافی ہیں لہذا ضمیر بارز کی حاجت نہیں۔ ضَارِبٌ اور ضَارِبَانِ (آخر تک) صفات ہیں اور ان کا فاعل (موصوف) ضروری ہے اور جب یہاں فاعل ظاہر نہیں تو معلوم ہوا کہ ضمیر فاعل مستتر ہے۔

س۔ وَهِيَ يُسَتُّ بِاَسْمَاءٍ کا کیا مطلب ہے۔

ج۔ اس عبارت میں بتایا جا رہا ہے کہ علامات مضارع، اسماء نہیں کہ ان کو ضمیر بارز قرار دیا جائے۔ لہذا ان صیغوں میں ضمیر مستتر ہوگی۔

س۔ کیا ضَرَبَتْ کی تاء کو فاعل کی ضمیر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ج۔ جی نہیں! کیونکہ جب اس کے بعد فاعل ظاہر آتا ہے تو یہ حذف نہیں ہوتی مثلاً "ضَرَبَتْ هِنْدٌ" اگر یہ فاعل کی ضمیر ہوتی تو فاعل ظاہر کے وقت حذف ہو جاتی۔

س۔ ضَارِبَانِ کا الف اور ضَارِبُوْنَ کی واو کو ضمیر فاعل قرار دے سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔

ج۔ ضَارِبَانِ کا الف اور ضَارِبُوْنَ کی واو ضمیر فاعل نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ نصبی اور جری حالت میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور ضمیر تبدیل نہیں ہوتی۔ جیسے يَضْرِبَانِ میں

الف ہے اور یہ رفع، نصب اور جزم کسی حال میں تبدیل نہیں ہوتا۔

س۔ کن کن صیغوں میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے؟

ج۔ امر حاضر معروف (اِفْعَلْ) مضارع واحد مذکر (جیسے تَفْعَلُ) واحد متکلم (جیسے اَفْعَلُ) اور جمع متکلم (جیسے نَفْعَلُ) (تَفْعَلُ، اَفْعَلُ، نَفْعَلُ) میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے، کیونکہ صیغہ، معین فاعل پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ان صیغوں میں فاعل کو اسم ظاہر لایا جائے تو یہ نہایت ہی قبیح تصور ہوتا ہے۔ مثلاً اِفْعَلْ زَيْدٌ وغیرہ صحیح نہیں ہے۔
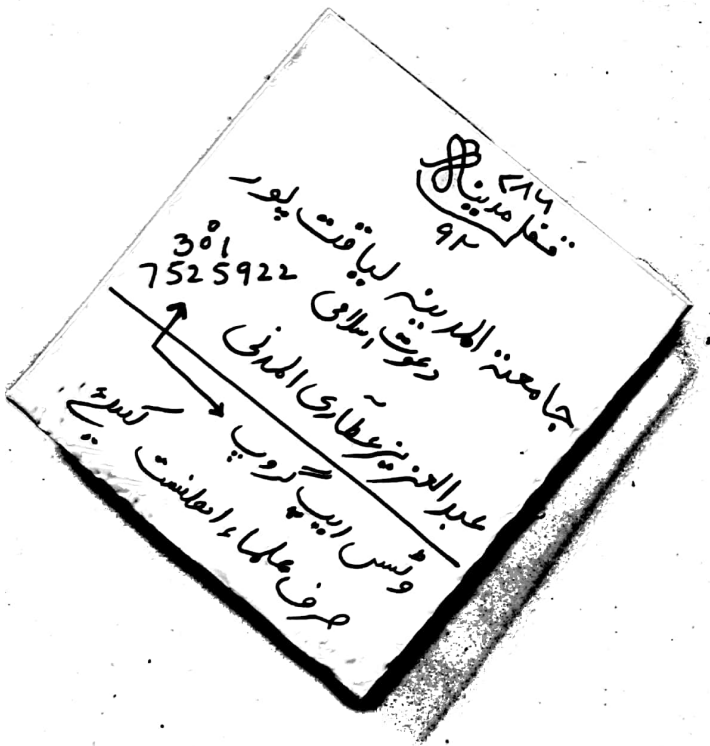
فعل مضارع

س۔ فعل مضارع کو مضارع کیوں کہتے ہیں؟ نیز اسے مستقبل کہنے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ اسے مستقبل تو اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں استقبال کا معنی پایا جاتا ہے۔ اور مضارع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور لغوی معنی کے اعتبار سے ایک ہی پستان سے دودھ پینے والے مُضارع کہلاتے ہیں گویا اس میں اشتراک کا معنی پایا جاتا ہے۔

س۔ وہ کون سے امور ہیں جن میں مضارع اسم فاعل کے ساتھ اشتراک یا مشابہت رکھتا ہے؟

ج۔ وہ امور یہ ہیں

(۱) حرکات و سکنات (۲) تعداد حروف

(۳) نکرہ کی صفت واقع ہونا۔ مثلاً مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ کی جگہ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ یَضْرِبُ کہہ سکتے ہیں۔

(۴) لام ابتداء کا داخل ہونا۔ مثلاً اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ اور اِنَّ زَیْدًا لَیَقُوْمُ۔

(۵) جس طرح اسم جنس لام عہد کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اسی طرح مضارع سوف اور سین کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

(۶) جس طرح لفظ عین (جو اسم ہے) مختلف معانی مثلاً سورج، آنکھ، چشمہ، گھٹنا

سوتا، جاگنا میں مشترک ہے۔ اسی طرح فعل مضارع میں زمانۂ حال اور استقبال کا اشتراک ہوتا ہے۔

س۔ ماضی میں کچھ حروف زائد کر کے مضارع بنایا جاتا ہے۔ ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ ماضی سے کچھ حروف کم کر کے مضارع بنایا جائے؟

ج۔ ماضی میں کمی کی صورت میں کلمہ تین حروف سے کم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات جائز نہیں لہٰذا کمی نہیں کی جاتی۔

س۔ علاماتِ مضارع کو ماضی کے شروع میں کیوں لایا جاتا ہے؟

ج۔ ماضی کے آخر میں علاماتِ مضارع کے اضافے سے ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔ مثلاً علامت مضارع ہمزہ کو ماضی کے آخر میں لائیں تو ضَرَبَا بن جائیگا اور یہ ماضی کا صیغہ ہے۔

س۔ مضارع کو ماضی سے کیوں مشتق کیا گیا۔

ج۔ چونکہ ماضی میں ایک بات ثابت ہوتی ہے جبکہ مضارع آنے والی بات پر دلالت کرتا ہے جو ابھی تک ثابت نہیں ہوئی لہٰذا یہی مناسب ہے کہ مضارع کو ماضی سے مشتق کیا جائے۔

س۔ مضارع کے لیے ماضی میں الفاظ کا اضافہ کیا گیا اس کے برعکس کیوں نہیں ہوا۔

ج۔ چونکہ مزید علیہ، مجرد کے بعد ہوتا ہے اور زمانۂ مستقبل بھی، گزرے ہوئے زمانے کے بعد ہوتا ہے لہٰذا ماضی (سابق) کے لیے مجرد (سابق) کو اور مضارع (لاحق) کے لیے مزید علیہ (لاحق) کو رکھا گیا۔

س۔ واحد متکلم کے لیے علامت مضارع کے طور پر ہمزہ کیوں متعین کیا گیا۔

ج۔ اس لیے کہ ہمزہ کا مخرج اقصائے حلق (حلق کا آخری کنارہ) ہے اور مخارج کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جبکہ گفتگو کا آغاز بھی متکلم ... ہوتا ہے لہٰذا اس کے لیے

کے درمیان موافقت "اَنا" اور اس صیغے یہی حرف مناسب تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ
کے لیے ایسا کیا گیا کیونکہ اَنَا متکلم کی ضمیر اس صیغے (دونوں) کے شروع میں ہمزہ ہے۔

س۔ مخاطب کے صیغوں کے لیے واو کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

ج۔ واو کا مخرج شفتین ہیں یعنی دونوں ہونٹوں کے درمیان سے نکلتی ہے اور یہ آخری مخرج ہے اور مخاطب بھی وہ ہوتا ہے جس پر گفتگو کی انتہا ہو جاتی ہے۔

س۔ علامات مضارع حروف "اتین" ہیں ان میں واو نہیں ہے پھر مخاطب کے لیے واو کا تذکرہ کیسے ہوا حالانکہ مخاطب پر حرف تار آتا ہے۔

ج۔ دراصل یہ تار واو تھی۔ معتل الفار (مثال) کی صورت میں حالت عطف میں کئی "واو" کو جمع ہونے سے بچانے کے لیے اسے "تار" سے بدل دیا مثلاً وَجِلَ سے وَوْجَلُ ہوتا پھر عطف کی صورت میں وَوَوْجَلُ ہو جاتا۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ کسی کلمے کے شروع میں واو کا اضافہ صحیح نہیں۔

س۔ آپ کا بیان کردہ قاعدہ صحیح نہیں کیونکہ وَرَنْتَلُ کے شروع میں واو لائی گئی ہے۔

ج۔ یہ واو اصلی ہے اضافی نہیں (وَرَنْتَلُ کا معنی شدت ہے اور ایک شہر کا نام بھی ہے)

س۔ غائب کے صیغوں کے لیے یار کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

ج۔ اس لیے کہ "یار" کا مخرج وسط دہن (منہ کا درمیانہ حصہ) ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کی گفتگو میں درمیان میں ہوتا ہے۔

س۔ متکلم مع الغیر (جمع متکلم) کیلیے "نون" کا تعین کیوں ہوا؟

ج۔ اس لیے کہ ماضی میں اس صیغے کے لیے نون استعمال ہوا مثلاً ضَرَبْنَا

س۔ جمع متکلم میں "نون" ہی کا اضافہ کیوں ہوا کوئی دوسرا حرف بھی لایا جا سکتا تھا۔

ج۔ چونکہ حروف علت میں سے کوئی حرف باقی نہ رہا۔ غائب کے صیغوں میں یار،

مخاطب میں واو (جو تار سے بدل گئی) اور متکلم میں الف (ہمزہ) لایا گیا اب ایسے حرف (یعنی نون) کا اضافہ کیا گیا جو کہ خیشوم کی ہوا سے نکلنے کے اعتبار سے حروف علت کے قریب ہے کیونکہ یہ خیشوم کی ہوا سے نکلتا ہے۔

س۔ ان حروف (علاماتِ مضارع) کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

ج۔ اس لیے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

س۔ کن کن ابواب میں علامت مضارع کو ضمہ دیا گیا اور کیوں؟

ج۔ جن کی ماضی میں چار حروف ہیں (چاہے چاروں حروف اصلی ہوں یا اصلی اور زائد مل کر چار ہوں) ان میں ضمہ دیا گیا۔ مثلاً فَعْلَلَ، اَفْعَلَ، فَعَّلَ، فَاعَلَ۔ ان میں ضمہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ثلاثی کی فرع ہیں اور ضمہ بھی فتحہ کی فرع ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا استعمال قلیل ہے باقی سب کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے فتحہ دیا گیا۔

س۔ آپ کے بیان کردہ قاعدے کے مطابق ماضی چار حرفی ہو تو علامت مضارع پر ضمہ آتا ہے ورنہ فتحہ حالانکہ پانچ حرفی ماضی کے مضارع میں بھی علامتِ مضارع پر ضمہ آ رہا ہے۔ جیسے یُھَرِیْقُ۔

ج۔ یُھَرِیْقُ اصل میں یُرِیْقُ ہے جس کی ماضی میں چار حرف ہیں۔ خلافِ قیاس ہا کا اضافہ کیا گیا ہے۔

س۔ بعض لغات میں علامتِ مضارع کو کسرہ دیا جاتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟

ج۔ بعض لغات کے مطابق علامتِ مضارع کو کسرہ دیتے ہیں لیکن یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب ماضی مکسور العین یا مکسور الھمزہ ہو تاکہ ماضی کے کسرہ پر دلالت کرے جیسے یِعْلَمُ وغیرہ، یِسْتَنْصِرُ وغیرہ۔ اور بعض لغات میں یا کو کسرہ نہیں دیتے کیونکہ اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس پر کسرہ ثقیل ہوتا ہے۔

س۔ ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کے لیے علاماتِ مضارع تا کو کسرہ کیلئے کیوں متعین کیا گیا ؟

ج۔ اس لیے کہ یہ حروف زائد ہیں نیز اگر فا کو کسرہ دیتے تو چار حرکات کا اکٹھے آنا لازم آتا اور عین کلمہ کو کسرہ دینے کی صورت میں مضارع مکسور العین اور مفتوح العین کے درمیان التباس لازم آتا۔ یعنی یہ پتہ نہ چلتا کہ یہ مضارع باب ضَرَبَ سے ہے یا سَمِعَ سے۔ اور اگر لام کلمہ کو کسرہ دیتے تو اعراب کو باطل کرنا لازم آتا کیونکہ لام محل اعراب ہے۔

س۔ باب تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کے مضارع میں دوسری تا کو حذف کیا جاتا ہے۔ کیوں؟

ج۔ اس لیے کہ یہاں ایک جنس کے دو حرف جمع ہو رہے ہیں اور ان کے درمیان ادغام بھی ممکن نہیں۔

س۔ دوسری تا کو حذف کرنا کیوں ضروری ہے؟ پہلی بھی تو حذف ہو سکتی ہے۔

ج۔ چونکہ پہلی تا علامتِ مضارع ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔

س۔ یَضْرِبُ میں ضاد کو ساکن کیوں رکھا جاتا ہے۔

ج۔ اس لیے کہ اسے متحرک کرنے سے مسلسل چار حرکات کا آنا لازم آتا ہے۔

س۔ توالیٔ حرکات سے بچنے کے لیے کسی دوسرے حرف کو ساکن کیا جا سکتا تھا ضاد کی تخصیص کیوں؟

ج۔ چونکہ حرکات کا تسلسل یا رکی وجہ سے ہو رہا ہے اور ضاد یا کے قریب ہے۔ لہٰذا اسے ساکن کرنا مناسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ضَرَبْنَ میں با کو ساکن کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نون کے قریب ہے اور نون ہی کی وجہ سے چار حرکات کا اکٹھا ہونا لازم آتا ہے۔

س۔ مضارع کے صیغہ واحد مونث غائب اور واحد مذکر حاضر کو ایک جیسا کیوں

رکھا گیا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ یہ دونوں صیغے ماضی میں بھی ایک جیسے ہیں۔ البتہ ماضی میں واحد مونث غائب کی تا ساکن ہے اور مضارع میں اسے ساکن نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ساکن سے ابتدا نہیں ہو سکتی۔

س۔ ان دونوں صیغوں کو جدا جدا رکھنے کے لیے واحد مونث غائب کی علامتِ مضارع کو ضمہ یا کسرہ دیا جا سکتا ہے؟

ج۔ علامتِ مضارع کو ضمہ اس لیے نہیں دیتے کہ بعض صورتوں میں مضارع مجہول سے التباس لازم آتا ہے۔ مثلاً تُمَدَّحُ مضارع مجہول ہے معروف کے صیغہ میں علامتِ مضارع کو ضمہ دینے سے معروف اور مجہول کے درمیان تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کسرہ دیں تو تِعْلَمُ والی لغت کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔

س۔ فتحہ کی صورت میں بھی تو ان دونوں صیغوں میں التباس لازم آتا ہے؟

ج۔ یہ ٹھیک ہے لیکن چونکہ اس صیغے کے مطابق دوسرے صیغے مثلاً یَضْرِبُ اَضْرِبُ اور نَضْرِبُ مفتوح ہیں۔ نیز فتحہ خفیف حرکت ہے۔ اس لیے اسے مفتوح رکھا گیا ہے۔

س۔ مضارع کے آخر میں نون لانے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ یہ رفع کی علامت ہے۔ کیونکہ فعل کے آخر میں ضمیر فاعل کے ملنے سے فعل درمیان میں آ جاتا ہے۔ لہٰذا آخر میں علامتِ رفع ضروری ہے۔

س۔ کیا یَضْرِبْنَ کا نون بھی علامتِ رفع ہے؟

ج۔ نہیں۔ یہ علامتِ تانیث ہے جیسا کہ فَعَلْنَ میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں علامتِ تانیث تا نہیں لائی جاتی۔ تاکہ تانیث کی دو علامتیں جمع نہ ہو جائیں۔

س۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تَضْرِبْنَ میں تانیث کی دو علامتیں جمع ہیں۔ ایک تا اور دوسری یا

ج۔ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یاء علامتِ تانیث نہیں ہے بلکہ وہ ضمیر فاعل ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

س۔ مضارع پر حرف لَمْ داخل ہونے سے وہ ماضی کا معنی کیوں دیتا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ حرف لَمْ جازمہ اور لفظی عامل ہونے کی وجہ سے کلمۂ شرط کے مشابہ ہے لہٰذا جس طرح وہ ماضی کے معنے کو مستقبل میں بدلتے ہیں اسی طرح لَمْ مستقبل کے معنی کو ماضی میں بدلتا ہے۔ یعنی معنی کو تبدیل کرنے میں حرف لَمْ حرفِ شرط کے مشابہ ہے۔

امر اور نہی

س۔ امر کسے کہتے ہیں؟

ج۔ امر وہ فعل ہے جس کے ذریعے فاعل سے فعل طلب کیا جاتا ہے مثلاً اِضْرِبْ (تو مار) لِيَضْرِبْ (چاہیے کہ وہ مارے)

س۔ امر مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ ان دونوں میں معنیٰ استقبال کے اعتبار سے مشابہت ہے۔

س۔ امرِ غائب کے شروع میں اضافہ کے لیے لام کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

ج۔ اس لیے کہ لام کا مخرج مخارج کے وسط میں ہے۔ اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے درمیان ہوتا ہے۔ نیز یہ حروفِ زوائد میں سے ہے۔

س۔ حروفِ زوائد کون کون سے ہیں؟

ج۔ ایک شاعر کے اس شعر میں حروفِ زوائد پائے جاتے ہیں۔

هَوِيتُ السِّمَانَ فَشَيَّبْنَنِي ۔۔۔ وَقَدْ كُنْتُ قِدْمًا هَوِيتُ السِّمَانَا

ترجمہ۔ میں موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔ پس انہوں نے مجھے بوڑھا کر دیا اور میں عرصۂ دراز سے موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔

اس شعر میں هويت السمان جن حروف پر مشتمل ہے وہ زائد حروف ہیں۔

س۔ امر کے شروع میں حرفِ علت کیوں نہیں لایا گیا؟

ج۔ اس لیے کہ اس طرح بعض صورتوں میں دو حرفِ علت جمع ہو جاتے ہیں۔

س۔ لامِ امر کو کسرہ کیوں دیا گیا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ یہ لامِ جارہ کے مشابہ ہے۔ کیونکہ افعال میں جزم اسماء میں جر کی طرح ہے۔

س۔ کیا لامِ امر کبھی ساکن بھی ہوتا ہے؟

ج۔ جی ہاں! جب یہ لام "واؤ" یا "فاء" سے مل جائے تو ساکن پڑھتے ہیں جیسے وَلْيَضْرِبْ فَلْيَضْرِبْ۔

یہ اسی طرح ہے جیسے "فَخِذٌ" کو "فَخْذٌ" پڑھنا یعنی خاء کو ساکن کر دیا جائے اور وَهِيَ کو وَهْيَ اور فَهِيَ کو فَهْيَ پڑھنا۔

س۔ حاضر کے صیغے سے علامتِ مضارع کو کیوں حذف کیا جاتا ہے؟

ج۔ تاکہ حاضر اور غائب میں فرق کیا جائے۔

س۔ حذف کے لیے مخاطب معروف کا صیغہ کیوں منتخب کیا گیا؟

ج۔ اس لیے کہ اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخاطب مجہول کے صیغوں میں علامت مضارع کو حذف نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا استعمال قلیل ہوتا ہے۔

س۔ علامت مضارع گرانے کے بعد ہمزہ کا اضافہ کیوں کیا جاتا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ علامت مضارع گرانے کے بعد جب پہلا حرف ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ لانا ضروری ہے تاکہ صیغہ پڑھا جا سکے۔

س۔ کیا وجہ ہے کہ "اِضْرِبْ" میں ہمزہ وصل مکسور اور "اُكْتُبْ" میں مضموم ہے؟

ج۔ اِضْرِبْ میں ہمزہ وصل اس لیے مکسور ہے کہ وصل کے ہمزوں میں اصل کسرہ ہے اور "اُكْتُبْ" میں ہمزہ کو کسرہ اس لیے نہیں دیا کہ اس طرح کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا ہے۔

س۔ "اُكْتُبْ" میں ہمزہ کو کسرہ دینے سے کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہیں آتا کیونکہ درمیان میں کاف ساکن ہے؟

ج۔ کاف ساکن کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ حرف ساکن بصریوں کے نزدیک مضبوط رکاوٹ نہیں بنتا۔ یہی وجہ ہے کہ "قِنْوَةٌ" کی واؤ کو قاف کے کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل کر "قِنْيَةٌ" پڑھتے ہیں اور نون ساکن کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

س۔ کیا ہمزہ وصل کے مکسور اور مضموم ہونے کی کوئی اور وجہ بھی ہے؟

ج۔ جی ہاں! بعض حضرات کے نزدیک عین کلمہ کے کسرہ کی اتباع میں ہمزہ وصل کو کسرہ اور عین مضموم کی اتباع میں ہمزہ وصل کو ضمہ دیا جاتا ہے۔

س۔ کیا وجہ ہے کہ مضموم العین ہونے کی صورت میں ہمزہ وصل کو فتحہ دینے کی بجائے کسرہ دیتے ہیں؟

ج۔ اس لیے کہ اسے فتحہ دینے کی صورت میں بعض اوقات التباس لازم آتا ہے مثلاً شاعر کا قول ہے ؎

اَلْيَوْمَ اَشْرَبْ مِنْ غَيْرِ مُسْتَحْقَبٍ اِثْمًا مِّنَ اللّٰهِ وَلَا وَاغِلِ

"آج میں (محبوب کے ہاتھ سے) شراب پیتا ہوں نہ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی میں طفیلی ہوں۔"

اس شعر میں "اَشْرَبُ" واحد متکلم مضارع کا صیغہ ہے۔ ضرورت شعری کے پیش نظر اس کی باء کو ساکن کر کے "اَشْرَبْ" پڑھتے ہیں۔ اگر امر کے صیغے میں ہمزہ وصل مکسور نہ ہوتا تو یہاں پتہ نہ چلتا کہ یہ امر حاضر کا صیغہ ہے یا مضارع واحد متکلم کا۔ اسی طرح شرط کی جزاء کی صورت میں بھی التباس لازم آتا مثلاً اِنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ یہاں اَمْنَعْ متکلم کا صیغہ ہے۔

س۔ اَيْمُنُ کا الف (ہمزہ) وصلی ہے لیکن اسے فتحہ دیا گیا ہے۔

ج۔ اَیْمُنٌ، یَمِیْنٌ کی جمع ہے۔ اس کا الف (ہمزہ) قطعی ہے لیکن چونکہ اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے لہٰذا اسے وصل کے لیے قرار دیا گیا۔

س۔ الف تعریف کو فتح کیوں دیا گیا؟

ج۔ چونکہ یہ بھی بکثرت مستعمل ہے لہٰذا تخفیف کے لیے اس کو حرکت فتحہ دی گئی۔

س۔ "اُکْرِمْ" کے ہمزہ کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

ج۔ "اُکْرِمْ" کا ہمزہ وصلی نہیں بلکہ قطعی ہے یہ امر کے لیے نہیں آیا مضارع کے صیغوں میں اسے حذف کیا جاتا ہے کیونکہ واحد متکلم کے صیغے میں دو ہمزوں کا اجتماع ہو جاتا جیسے اُاُکْرِمُ تو یہاں دوسرے ہمزہ کو حذف کیا۔ پھر اس کی مناسبت سے باقی صیغوں سے بھی حذف کیا گیا۔

س۔ اِعْلَمْ کا ہمزہ، وصل کی صورت میں لکھنے میں باقی رہتا ہے کیوں؟

ج۔ اس کے لیے کہ اسے حذف کرنے کی صورت میں مجرد کے امر اور باب تفعیل کے امر کے درمیان التباس کا خدشہ ہوتا ہے۔

س۔ یہ التباس، حرکات کے ذریعے دُور کیا جا سکتا ہے؟

ج۔ عام طور پر حرکات کو چھوڑ دیا جاتا ہے لہٰذا التباس کا خدشہ باقی رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "عُمَرُ" اور "عَمْرٌ" میں فرق کے لیے عَمْرٌ کے آخر میں واو کا اضافہ کر کے عَمْرٌو پڑھتے ہیں۔

س۔ جب لکھنے میں ہمزہ وصل باقی رہتا ہے تو بسم اللہ کا ہمزہ کیوں حذف کیا گیا؟

ج۔ اس کے بکثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ وصل حذف کر دیا گیا۔

س۔ "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ" میں بسم اللہ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں ہوا۔

ج۔ اس لیے کہ اس کا استعمال کم ہوتا ہے۔

س۔ امر غائب کے آخر میں لام امر کی وجہ سے جزم کیوں دی گئی؟

ج۔ چونکہ لام امر، معنیٰ کو منتقل کرنے میں کلمۂ شرط کے مشابہ ہے لہٰذا اس نے وہی عمل کیا جو کلمہ شرط کرتا ہے۔ کلمہ شرط ماضی کو مضارع کے معنیٰ میں کرتا ہے اور لام امر خبر پر داخل ہو کر اسے انشاء کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔

س۔ کیا امر حاضر کے شروع میں لام امر اور آخر میں جزم آتی ہے؟

ج۔ ہاں، کوفیوں کے نزدیک اسی طرح ہے کیونکہ ان کے نزدیک اِضْرِبْ کی اصل لِتَضْرِبْ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے "فَلْیَفْرَحُوْا" "فَلْتَفْرَحُوْا" (مخاطب کے صیغے سے) بھی منقول ہے۔

س۔ لِتَضْرِبْ سے اِضْرِبْ کیسے بن گیا؟

ج۔ کثرت استعمال کے باعث لام کو حذف کیا پھر مضارع اور امر میں فرق کرنے کے لیے علامتِ مضارع کو حذف کیا اس کے بعد ضاد ساکن رہ گیا تو علامت مضارع کی جگہ ہمزہ وصل لگا دیا جس نے وہی اثر کیا جو علامت مضارع کرتی ہے یعنی آخر میں جزم دے دی جیسا کہ علامتِ مضارع کی وجہ سے آخر میں اعراب آتا ہے۔

س۔ کیا ایسی کوئی مثال ہے کہ کوئی حرف دوسرے حرف کا عمل کرے؟

ج۔ جی ہاں۔ رُبَّ کے معنیٰ میں آنے والی فاء، رُبَّ کا عمل کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل شعر میں یہ عمل پایا جاتا ہے۔

فَمِثْلِکِ حُبْلٰی قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ   فَاَلْهَیْتُهَا عَنْ ذِیْ تَمَائِمَ مُحْوِلِ

میں تیری جیسی کتنی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کے پاس رات کے وقت آیا تو میں نے انہیں ایک سالہ دودھ پیتے بچے سے غافل کر دیا۔ یہاں "فَمِثْلِکِ" میں مثل مجرور ہے اور اسے فاء نے جر دی جو رُبَّ کے معنیٰ میں ہے۔

س۔ کیا امر حاضر معروف مبنی نہیں؟

ج۔ امر حاضر معروف بصریوں کے نزدیک مبنی ہے کیونکہ افعال میں اصل یہ ہے کہ وہ مبنی ہیں۔

س۔ پھر مضارع کیوں معرب ہے جبکہ وہ بھی فعل ہے؟

ج۔ مضارع اس لیے معرب ہے کہ اسے اسم کے ساتھ مشابہت حاصل ہے۔

س۔ امر اور اسم کے درمیان مشابہت کیوں نہیں؟

ج۔ چونکہ امر سے علامتِ مضارع حذف ہو جاتی ہے لہٰذا اس کے اور اسم کے درمیان مشابہت باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ "فَلْتَفْرَحُوْا" بالاتفاق معرب ہے کیونکہ اس میں علامتِ مضارع باقی ہے اور وہی علت اعراب ہے۔

س۔ لِيَنْصُرَنَّ (امر بانونِ ثقیلہ) میں باء کو فتح کیوں دیتے ہیں؟

ج۔ اگر باء کو فتحہ نہ دیں تو دو ساکن باء اور نون مدغم دو ساکن جمع ہو جاتے ہیں اور فتحہ اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ خفیف حرکت ہے۔

س۔ نونِ تاکید لانے کی صورت میں لِيَنْصُرُنَّ کی واو کیوں حذف کی جاتی ہے؟

ج۔ واو کو اس لیے حذف کیا جاتا ہے کہ واو ساکن اور نونِ تاکید کا پہلا نون جمع ہونے سے اجتماعِ ساکنین لازم آتا ہے۔ اور اس کے حذف کرنے سے علامتِ فاعلیت کا حذف بھی لازم نہیں آتا کیونکہ ضمہ اس پر دلالت کرتا ہے۔

س۔ واحد مونث حاضر کے صیغے سے یاء حذف کی جاتی ہے وہاں یاء پر دلالت کرنے والی چیز کیا ہے؟

ج۔ واحد مونث حاضر کے صیغے میں یاء کا کسرہ یاء کے قائم مقام ہے۔

س۔ نونِ تاکید لانے کی صورت میں تثنیہ کا الف کیوں حذف نہیں کیا جاتا؟

ج۔ اس لیے کہ اسے حذف کرنے کی صورت میں واحد کے صیغے سے التباس

لازم آتا ہے۔

س۔ الف تثنیہ کے بعد آنے والے نون کو کسرہ کیوں دیا جاتا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ اسے نونِ تثنیہ سے مشابہت ہے۔

س۔ تثنیہ کا نون جو رفع (اعراب) پر دلالت کرتا ہے جیسے هَلْ تَنْصُرَانِّ اسے کیوں حذف کیا جاتا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ نونِ ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہو جاتا ہے اور یہ نون اعراب کی علامت ہے۔

س۔ جمع مونث کے صیغے میں الف فاصل کیوں لاتے ہیں؟

ج۔ تاکہ تین نون جمع نہ ہو جائیں۔

س۔ کیا نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ کے حکم میں کوئی فرق ہے؟

ج۔ نونِ خفیفہ کا وہی حکم ہے جو نونِ ثقیلہ کا ہے البتہ الف تثنیہ اور الف فاصل کے بعد نونِ خفیفہ نہیں آتا یعنی فرق ہے بھی نہیں بھی۔

س۔ ان صیغوں میں نونِ خفیفہ کے نہ آنے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ اس صورت میں اجتماعِ ساکنین فی غیر حدہ لازم آتا ہے۔

س۔ اجتماعِ ساکنین فی غیر حدہ کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ وہ یہاں کیسے لازم آتا ہے؟

ج۔ اجتماعِ ساکنین فی حدہ یہ ہے کہ پہلا ساکن مدہ ہو اور دوسرا مدغم ہو جیسے وَلَا الضَّالِّيْنَ میں الف مدہ اور پہلا لام ساکن مدغم ہے۔ یہ اجتماع جائز ہے۔ اجتماعِ ساکنین فی غیر حدہ یہ ہے کہ دوسرا ساکن مدغم نہ ہو جیسے نونِ خفیفہ ہے۔ یہ اجتماع جائز نہیں۔ تثنیہ یا جمع مونث کے صیغوں میں نونِ ثقیلہ کے ساتھ الف ساکن کا اجتماع، اجتماعِ ساکنین فی حدہ ہے۔

س۔ نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ کتنے اور کون کون سے مقامات میں آتے ہیں اور کیوں؟

ج۔ یہ دونوں نون سات مقامات میں آتے ہیں اور ان مقامات میں ان کا آنا اس لیے ہے کہ ان میں طلب کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ وہ مقامات یہ ہیں۔

(۱) امر (اِضْرِبَنَّ) (۲) نہی (لَا تَضْرِبَنَّ) (۳) استفہام (ہَلْ تَضْرِبَنَّ) (۴) تمنی (لَیْتَکَ تَضْرِبَنَّ) (۵) عرض (اَلَا تَضْرِبَنَّ) (۶) قسم (وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ)

(۷) نفی (اس میں یہ نون کم آتے ہیں اور یہاں ان کے آنے کی وجہ نفی کی نہی سے مشابہت ہے۔

س۔ کیا وجہ ہے کہ امر (امر حاضر معروف) مبنی ہے اور نہی معرب ہے؟

ج۔ چونکہ نہی میں علتِ اعراب یعنی علامتِ مضارع برقرار رہتی ہے جبکہ امر حاضر معروف میں اسے حذف کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ مبنی ہے اور نہی معرب ہے۔

س۔ فعل مجہول کیوں لایا جاتا ہے؟

ج۔ اس کی کئی وجوہ ہیں یا تو اس لیے کہ فاعل کی خساست کی وجہ سے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں یا اس کی عظمت اور شہرت کی وجہ سے اس کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

س۔ مجہول کا صیغہ مثلاً فُعِلَ غیر معقول ہے کیونکہ اس میں ضمہ سے کسرہ کی طرف خروج لازم آتا ہے تو اسے اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ چونکہ فعل مجہول کا معنیٰ بھی غیر معقول ہے کیونکہ فعل کی نسبت فاعل کی بجائے مفعول کی طرف کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے لیے صیغہ بھی غیر معقول استعمال کیا گیا۔

س۔ اس صیغہ کے غیر معقول ہونے پر کوئی شہادت پیش کریں؟

ج۔ اس کے غیر معقول ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ اس وزن پر اسم سے صرف

دو کلمے دُئِلٌ اور رُئِمٌ آتے ہیں۔

س۔ مضارع مجہول کا صیغہ یُفْعَلُ کے وزن پر کیوں لایا جاتا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ یہ صیغہ حرکات و سکنات میں فُعْلُلٌ . . . کی مثل ہے۔ اور اس (فُعْلُلٌ) کے وزن پر کوئی کلمہ نہیں آتا۔ سوائے جُنْدَبٌ اور بُرْقُعٌ کے گویا یہ بھی غیر معقول اور قلیل الاستعمال ہے۔

س۔ ثلاثی مزید فیہ میں فعل مجہول کس طرح آتا ہے؟

ج۔ ثلاثی مزید فیہ میں سات بابوں کے علاوہ ماضی مجہول پہلے کلمہ کے ضمہ اور آخر سے پہلے حرف پر کسرہ کے ساتھ آتا ہے اور مضارع مجہول میں پہلے حرف پر ضمہ اور آخر سے ماقبل پر فتحہ ہوتا ہے۔ اور یہ ثلاثی مجرد کی اتباع ہے۔

س۔ جن سات ابواب کی استثناء کی گئی ہے ان کے نام بتائیں اور ان کی حرکات کی وضاحت کریں؟

ج۔ وہ سات باب یہ ہیں۔

(۱) تَفَعُّلٌ (۲) تَفَاعُلٌ (۳) اِفْتِعَالٌ (۴) اِنْفِعَالٌ (۵) اِسْتِفْعَالٌ (۶) اِفْعِنْلَالٌ (۷) اِفْعِیْعَالٌ۔

ان ابواب کی استثناء کی وجہ یہ ہے کہ ان میں صرف پہلے کلمہ پر ضمہ اور آخر کے ماقبل پر کسرہ ہی نہیں ہوتا بلکہ ان میں ایک بات کا اضافہ بھی ہے وہ یہ کہ ان کا پہلا متحرک حرف بھی مضموم ہوتا ہے مثلاً تُفُعِّلَ میں تاء اور فاء دونوں مضموم ہیں جب کہ اُکْرِمَ میں صرف ہمزہ مضموم ہے۔

س۔ باب تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کی ماضی مجہول میں فاء کلمہ کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

ج۔ اس لیے کہ اگر ضمہ نہ دیا جاتا تو باب تَفْعِیْلٌ اور مُفَاعَلَۃٌ کے مضارع کے ساتھ التباس لازم آتا۔

س۔ باقی پانچ بابوں میں پہلے کلمہ کو ضمہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ اس لیے کہ ضمہ نہ ہونے کی صورت میں حالت وقف میں امر کے ساتھ التباس لازم آنے کا خدشہ تھا۔ مثلاً باب افتعال میں ماضی مجہول اور امر ہم شکل ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ امر میں تاء مفتوح ہے اور ماضی مجہول میں تاء مضموم ہے۔ یہی ضمہ التباس کے ڈر کو ختم کرتا ہے۔

اسمِ فاعل

س۔ اسمِ فاعل کسے کہتے ہیں اور یہ کس سے مشتق ہوتا ہے؟

ج۔ اسمِ فاعل وہ اسم ہے جس کے ساتھ فعل بمعنیٰ حدوث قائم ہو۔ اور یہ فعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے۔

س۔ اسمِ فاعل مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

ج۔ اس لیے کہ اسمِ فاعل کو فعل مضارع سے مشابہت حاصل ہے۔ مثلاً دونوں نکرہ کی صفت واقع ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ کئی دوسرے امور میں بھی ان کے درمیان مناسبت ہے جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

س۔ ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے اور کیسے بنتا ہے؟

ج۔ ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل "فَاعِلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔ علامتِ مضارع کو حذف کر کے عین اور لام کے درمیان الف کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور عین کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں۔ اور آخر میں تنوین لاتے ہیں۔

س۔ اضافہ کے لیے الف کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

ج۔ اس لیے کہ یہ خفیف ہے۔

س۔ الف کا اضافہ شروع میں کیوں نہیں کیا جاتا؟

ج۔ اگر شروع میں اضافہ کریں تو مضارع واحد متکلم "اسم تفضیل" کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔
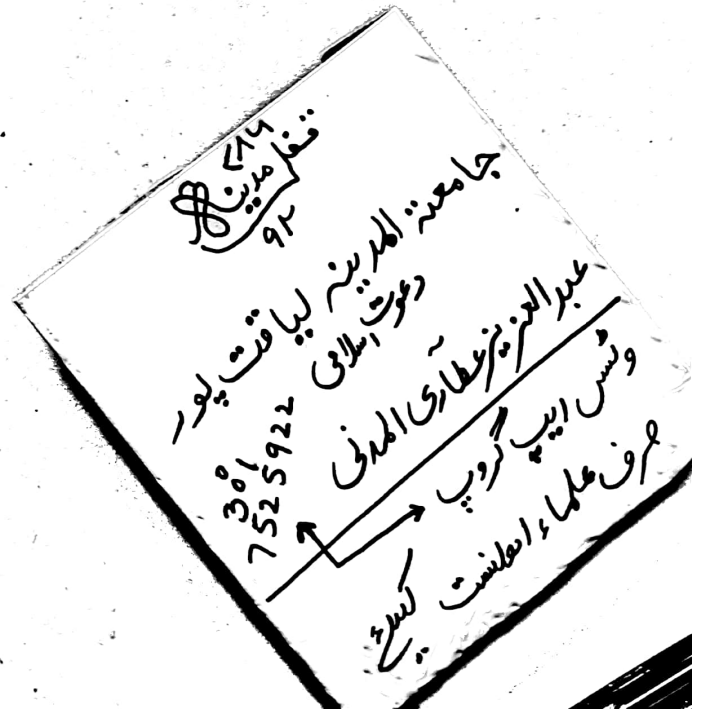
س۔ اسمِ فاعل میں عین کو کسرہ کیوں دیتے ہیں؟

ج۔ اس لیے کہ اگر فتحہ دیں تو باب مُفاعلہ کی ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا ہے اور ضمہ اس لیے نہیں دیتے کہ وہ ثقیل ہے۔

س۔ کسرہ کی صورت میں باب مفاعلہ کے امر کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔ اس کے باوجود کسرہ کیوں دیا گیا؟

ج۔ یہ ٹھیک ہے لیکن ضرورت کے تحت کسرہ دیا گیا۔ کیونکہ کسرہ درمیانی حرکت ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فتحہ کے مقابلے میں کسرہ اس لیے اختیار کیا گیا کہ اس کی وجہ سے امر کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔ اور ماضی کے مقابلے میں یہ التباس اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ امر بھی مضارع سے مشتق ہے اور اسم فاعل بھی۔

س۔ مصنف نے صفتِ مُشبّہ کے صیغے اسمِ فاعل کی بحث میں ذکر کیے ہیں وہ کون کون سے ہیں۔ اور ان کو الگ کیوں نہیں ذکر کیا؟

ج۔ چونکہ اسمِ فاعل ثلاثی اور صفت مشبہ میں مشابہت تامہ پائی جاتی ہے۔ لہٰذا مصنف نے صفتِ مشبہ کو اسمِ فاعل ثلاثی مجرد کی بحث میں ذکر کیا۔ صفتِ مشبہ کے اوزان مع امثال درج ذیل ہیں۔

۱۔ فَعِلٌ ۔ فَزِقٌ ۔۔۔۔ ۶۔ فَعَالٌ ۔ جَبَانٌ
۲۔ فَعْلٌ ۔ شَكْسٌ ۔۔۔۔ ۷۔ فَعَلٌ ۔ حَسَنٌ
۳۔ فُعْلٌ ۔ صُلْبٌ ۔۔۔۔ ۸۔ فُعَالٌ ۔ شُجَاعٌ
۴۔ فِعْلٌ ۔ مِلْحٌ ۔۔۔۔ ۹۔ فَعْلَانٌ ۔ عَطْشَانٌ
۵۔ فُعُلٌ ۔ جُنُبٌ ۔۔۔۔ ۱۰۔ اَفْعَلُ ۔ اَحْوَلُ

(۱) ڈرپوک (۲) بدخو (۳) سخت (۴) نمکین وکھاری (۵) ناپاک (۶) بزدل

(۷) خوبصورت (۸) بہادر (۹) پیاسا (۱۰) بھینگا

س۔ ان اوزان میں سے کون سا وزن ماضی مکسور العین سے مختص ہے؟

ج۔ اَفْعَلُ کا وزن فَعِلَ يَفْعَلُ سے مختص ہے۔ جیسے اَحْوَلُ۔

س۔ کیا اَفْعَلُ کے وزن پر اس باب کے علاوہ کسی دوسرے باب سے بھی کچھ اسماء آتے ہیں۔

ج۔ جی ہاں! چھ اسم ایسے ہیں جو مضموم العین ماضی سے اَفْعَلُ کے وزن پر آتے ہیں وہ چھ اسماء یہ ہیں۔

(۱) اَحْمَقُ (۲) اَخْرَقُ (۳) اٰدَمُ (۴) اَرْعَنُ (۵) اَسْمَرُ (۶) اَعْجَفُ۔

س۔ کیا ان کے علاوہ بھی کوئی اسم مضموم العین ماضی سے آتا ہے؟

ج۔ جی ہاں! اصمعی کے نزدیک اَعْجَمُ بھی اسی وزن پر آتا ہے۔

س۔ کیا ان مندرجہ بالا اسماء کی لغات میں کچھ اختلاف بھی ہے؟

ج۔ جی ہاں! فرّاء کے نزدیک اَحْمَقُ مکسور العین سے بھی آتا ہے۔ اسی طرح اَخْرَقُ اَسْمَرُ، اَعْجَفُ بھی ایک لغت میں ماضی مکسور العین سے آتے ہیں۔

س۔ اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے علاوہ دوسرے ابواب سے کیوں نہیں آتا؟

ج۔ اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ سے جب تک کوئی حرف حذف نہ کیا جائے یہ نہیں آسکتا۔ اور حذف کرنے کی صورت میں مختلف ابواب کے اسم تفضیل کے درمیان التباس لازم آنے کا ڈر ہے۔ مثلاً باب اِفعال اور باب استفعال سے اسم تفضیل اَخْرَجُ آئے گا لیکن یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس کا معنی زیادہ نکلنے والا، زیادہ نکالنے والا یا خروج کی زیادہ طلب ہے۔

س۔ رنگ اور عیب کے معانی پر مشتمل ابواب سے اسم تفضیل کیوں نہیں آتا؟

ج۔ اس لیے کہ ان میں یہ وزن۔ یعنی اَفْعَلُ۔ صفت کے لیے آتا ہے۔ اگر اسم تفضیل

Scanned by CamScanner

کے لیے بھی آئے تو التباس کا ڈر ہے۔

س۔ اسم تفضیل فاعل سے آتا ہے مفعول سے کیوں نہیں آتا ؟

ج۔ اس لیے کہ اس صورت میں اسم فاعل اور اسم مفعول کے اسم تفضیل میں التباس لازم آتا ہے۔

س۔ اس کا الٹ بھی تو کیا جا سکتا ہے یعنی اسم تفضیل فاعل کے لیے نہ آئے اور مفعول کے لیے آئے ؟

ج۔ فاعل کے لیے اسم تفضیل کو اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ فاعل مقصود ہوتا ہے اور مفعول زائد ہوتا ہے نیز فاعل میں عموم ہوتا ہے یعنی یہ لازم اور متعدی دونوں قسم کے فعلوں سے آتا ہے لیکن مفعول میں عموم نہیں ہے۔

س۔ آپ نے کہا ہے کہ مفعول سے اسم تفضیل نہیں آتا حالانکہ اشغل مفعول کے معنیٰ میں زیادتی کے لیے آتا ہے راس کا معنیٰ زیادہ مشغول ہے۔ اسی طرح غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل آرہا ہے جیسے اَعْطَاھُمْ اور اَوْلَاھُمْ نیز عیب سے بھی افعل کا وزن اسم تفضیل کے لیے استعمال ہو رہا ہے جیسے اَحْمَقُ ، زیادہ بے وقوف کے معنیٰ میں ہے ؟

ج۔ یہ تمام مثالیں شاذ ہیں۔

س۔ ذات النحیین اور ھبنقہ سے کیا مراد ہے ؟

ج۔ النحی گھی کے مشکیزے کو کہتے ہیں اور ذات النحیین (دو مشکیزوں والی) سے بنو تیم کی ایک عورت مراد ہے اس کے پاس گھی کے دو مشکیزے تھے اسے ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے وہ بہت مشغول ہو گئی۔ اب یہ ضرب المثل بن گئی کہ جو شخص زیادہ مشغول ہو تو کہا جاتا ہے " اشغل من ذات النحیین" (دو مشکیزوں والی سے بھی زیادہ مشغول)

نوٹ :۔ اس عورت کا مکمل واقعہ معلوم کرنا ہو تو مراح الارواح عربی کے حاشیہ پر ملاحظہ کریں۔ یہاں اردو میں اسے نقل کرنا مناسب نہیں۔

ھَبَنَّقَۃ ایک بے وقوف شخص کا لقب ہے۔ اس کا نام یزید ابن ثوران تھا اس نے گلے میں مختلف رنگوں کے تعویذ ڈال رکھے تھے تا کہ اس کی پہچان رہے۔ ایک رات اس کے بھائی نے وہ تعویذ اپنے گلے میں ڈال لیے تو اس نے دیکھ کر کہا کہ تُو ، میں ہوں اور میں کون ہوں۔

نوٹ :۔ اسم فاعل فَعِیْلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے نَصِیْرٌ اور یہ وزن اسم مفعول کے لیے بھی آتا ہے اور ایسی صورت میں مذکر اور مونث برابر ہوتے ہیں جیسے قَتِیْلٌ بمعنی مَقْتُوْلٌ اور جَرِیْحٌ بمعنی مَجْرُوْحٌ اسم مفعول کے لیے یہ وزن مذکر اور مونث دونوں کے لیے اس لیے لایا جاتا ہے تا کہ اسم فاعل اور مفعول میں فرق کیا جا سکے البتہ اگر ایسا کلمہ ہو جو اسماء میں شمار ہوتا ہے تو وہاں مونث کے لیے فَعِیْلَۃٌ کا وزن آئے گا جیسے ذَبِیْحَۃٌ اور لَقِیْطَۃٌ بعض اوقات اسم مفعول اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں مونث کے لیے تائے تانیث نہیں لاتے جیسے اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ یہاں اگرچہ قریبٌ فاعل کا معنیٰ دیتا ہے لیکن اسم مفعول کے مشابہ ہونے کی وجہ سے قریبٌ پر جو رحمۃٌ کی صفت ہے تائے تانیث نہیں لگائی گئی حالانکہ رحمۃ کی نسبت سے یہاں قریبۃ ہونا چاہیئے تھا۔

مبالغہ کے صیغے :۔

فاعل کے مبالغہ کے لیے فَعُوْلٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَنُوْعٌ بہت روکنے والا یہ وزن جب فاعل کے لیے آئے تو اس میں مذکر اور مونث دونوں برابر ہوتے ہیں۔ جیسے اِمْرَاۃٌ صَبُوْرٌ اگر مفعول کے لیے استعمال ہو تو مونث کے صیغے میں تا لانا پڑے گی۔ جیسے نَاقَۃٌ حَلُوْبَۃٌ اس طرح فاعل اور مفعول میں مساوات ہو جائیگی کیونکہ فَعِیْلٌ کا صیغہ مفعول کے لیے عمومیت کا حامل ہے۔ اور فَعُوْلٌ کا صیغہ فاعل کے لیے عمومیت کا حامل ہے۔

مِفْعِيْلٌ کے آخر میں تائے تانیث کی ضرورت نہیں ہے

س۔ لیکن مِسْكِيْنَةٌ کے آخر میں تا آرہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ چونکہ معنوی اعتبار سے مِسْكِيْنَةٌ، فَقِيْرَةٌ کے مقابلے میں ہے اور وہاں تا موجود ہے اس لیے یہاں بھی لائی گئی جیسا کہ هِيَ عَدُوَّةُ اللهِ میں تا نہیں آنی چاہیے تھی کیونکہ فَعُوْلٌ جب فاعل کے معنی کے لیے آتا ہے تو مذکر اور مونث کے لیے برابر ہوتا ہے لیکن یہ صَدِيْقَةٌ کے مقابلے میں ہے اس لیے اس کا لحاظ کرتے ہوئے عَدُوٌّ کے آخر میں تا لگا کر عَدُوَّةٌ بنایا۔

س۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ کیا ہے؟

ج۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ مضارع کے صیغہ سے یوں بنتا ہے کہ علامت مضارع کو گرا کر اس کی جگہ میم مضموم لگا دیتے ہیں اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دے کر آخر میں تنوین لگاتے ہیں جیسے يُكْرِمُ سے مُكْرِمٌ

س۔ میم کی تخصیص کس وجہ سے ہے ؟

ج۔ چاہیے تو یہ تھا کہ حروف علت میں سے کوئی حرف لگایا جاتا لیکن ان حروف کا لانا مشکل ہے کیونکہ الف کی صورت میں ساکن سے ابتدا لازم آتی ہے جو ناجائز اور واو کا اضافہ شروع میں نہیں کیا جاتا اور یا لگانے کی صورت میں مضارع کے ساتھ التباس لازم آتا ہے اور میم کا اضافہ اس لیے کیا گیا کہ یہ حرف شفوی ہونے کی وجہ سے واو کے مشابہ ہے۔

س۔ میم کو ضمہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ میم کو فتحہ دینے کی صورت میں ثلاثی مجرد کے اسم ظرف سے التباس لازم آتا ہے۔ اور کسرہ اس لیے نہیں دیتے کہ میم علامت مضارع کے قائم مقام ہے۔ اور علامت مضارع پر کسرہ نہیں ہوتا۔

س۔ آپ کے بقول اسم فاعل کے آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے لیکن مُسْهَبٌ فاعل کے لیے آرہا ہے جبکہ یہاں آخر کا ماقبل مفتوح ہے۔ اسی طرح یافِعٌ "مُفْعِلٌ" کے وزن پر نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ یہ دونوں شاذ ہیں۔

نوٹ:۔ اسم فاعل کے آخر میں جب تائے تانیث آتی ہے تو اس کا ماقبل فتحہ پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ یہ کلمہ وسط کی طرح ہو جاتا ہے اور اعراب وسط میں نہیں آتا جیسا کہ نون تاکید اور یائے نسبت لگانے کے وقت اعراب ختم ہو جاتا ہے اور فتحہ پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

اسم مفعول

اسم مفعول وہ اسم ہے جو مضارع مجہول سے مشتق ہوتا ہے اور ثلاثی مجرد سے اس کا صیغہ مفعولٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے مضروبٌ جو يُضْرَبُ سے مشتق ہے۔

س۔ اسم مفعول فعل مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے ؟

ج۔ چونکہ حرکات وسکنات اور حروف کی تعداد کے اعتبار سے فعل مضارع مجہول اور اسم مفعول جو اصل میں مُفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے میں مشابہت پائی جاتی ہے۔

س۔ اسم مفعول کے شروع میں حرف زائد کے طور پر میم کا اضافہ کیوں کیا گیا ؟

ج۔ اس سوال کے جواب کے لیے دیکھیے صفحہ ۵۲ پر سوال نمبر ۳ کا جواب ۔

س۔ اس طرح اسم مفعول کا صیغہ مَفْعُوْلٌ کیسے بن گیا؟

ج۔ ثلاثی مجرد کے لیے اسم مفعول اگر مُفْعَلٌ کے وزن پر ہوتا تو باب اِفْعَالٌ کے اسم مفعول کے ساتھ التباس لازم آتا لہٰذا میم کو فتحہ دے دیا لیکن اس صورت

میں اسم ظرف کے ساتھ التباس لازم آتا تھا اس لیے عین کلمہ کو ضمہ دے دیا اب یہ مَفعُلٌ بن گیا لیکن چونکہ کلام عرب میں مَفعُلٌ تاء کے بغیر نہیں آتا اس لیے عین کلمہ کے ضمہ کو اشباع کے ساتھ پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے واوٗ پیدا ہوتی ہے اور یہ مفعولٌ کا صیغہ بن جاتا ہے اور تنوین اس لیے داخل کی گئی کہ یہ اسم کی علامت ہے

س۔ غیر ثلاثی مجرد کا اسم مفعول اور اسم ظرف فعل مضارع مجہول کے وزن پر آتے ہیں لیکن ثلاثی مجرد کی حرکات میں تبدیلی کی گئی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ ثلاثی مجرد کے اسم مفعول میں حرکت کی تبدیلی اس لیے کی گئی ہے کہ اسم فاعل کے ساتھ تبدیلی کے لحاظ سے مشابہت پیدا ہو جائے کیونکہ فعل مضارع مفتوح العین ہو یا مضموم العین اسم فاعل بناتے وقت عین کلمہ کی حرکت میں تبدیلی کر کے کسرہ دیتے ہیں اور بجائے فَاعَلٌ اور فَاعُلٌ کے فَاعِلٌ پڑھتے ہیں۔ پس اسم مفعول میں تبدیلی کر کے اسم فاعل کے ساتھ اس کے بھائی چارے کو قائم رکھا گیا۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کا صیغہ اسم فاعل کے صیغے کی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اسم مفعول کے آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے مُسْتَخْرَجٌ

اسمِ ظرف

س۔ ظرف مکان کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ کس سے بنتا ہے؟

ج۔ ظرف مکان وہ اسم ہے جو فعل مضارع معروف سے مشتق ہوتا ہے۔ ایسی جگہ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس میں فعل واقع ہو۔ ثلاثی مجرد سے اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع معروف سے علامتِ مضارع گرا کر میم مفتوح لگا دیتے ہیں اور آخر میں تنوین کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ شروع میں میم لگانے

کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اسم مفعول اور اسم ظرف میں مشابہت ہوتی ہے کیونکہ فعل کا وقوع ان دونوں پر ہوتا ہے اس لیے اسم مفعول کی طرح یہاں بھی میم کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسم مفعول میں واوٗ زائد بھی ہوتی ہے یہاں کیوں نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح اسم ظرف اور اسم مفعول میں التباس کا خدشہ تھا۔

س۔ مضارع مفتوح العین سے اسم ظرف کا صیغہ کس طرح آتا ہے۔

ج۔ مضارع مفتوح العین سے اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر یعنی مفتوح العین ہی آتا ہے جیسے یَذْهَبُ سے مَذْهَبٌ۔ البتہ مثال سے اسم ظرف مکسور العین آتا ہے جیسے مَوْجِلٌ۔

س۔ اس فرق کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ اگر مثال سے اسم ظرف مفتوح العین ہوتا تو فَوْعَلٌ کا وزن بن جاتا جیسے جَوْرَبٌ تو اس لیے یہ گمان ہوتا کہ یہ اسم ظرف نہیں بلکہ ثلاثی مجرد ملحق بر باعی مجرد کا مصدر ہے لہٰذا اس وہم کو دور کرنے کے لیے عین کلمہ کو کسرہ دے دیا کیونکہ کسرہ کی صورت میں فَوْعِلٌ کا وزن بن بھی جائے تو یہ کلام عرب میں نہیں پایا جاتا۔

س۔ مضارع مکسور العین سے اسم ظرف کا صیغہ کیسے آتا ہے؟

ج۔ مضارع مکسور العین سے اسم ظرف کا صیغہ مکسور العین یعنی مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے البتہ ناقص سے مفتوح العین آتا ہے جیسے مَرْمًی جو اصل میں مَرْمَیٌ ہے۔ اس کو مفتوح العین لانے کی وجہ یہ ہے کہ یا دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے اگر عین کو بھی کسرہ دیا جائے تو توالیٔ کسرات لازم آتا ہے۔

س۔ مضارع مضموم العین سے اسم ظرف کا صیغہ مضموم العین کیوں نہیں آتا۔

ج۔ مضارع مضموم العین سے اسم ظرف مضموم العین نہیں آتا کیونکہ ضمہ ثقیل ہوتا ہے

لہٰذا اس کا اسم ظرف مَفْعَلٌ اور مَفْعِلٌ میں تقسیم کردیا گیا۔ گیارہ اسم مَفْعِلٌ کے وزن پر آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

اَلْمَنْسِكُ وَالْمَجْزِرُ وَالْمَنْبِتُ وَالْمَطْلِعُ وَالْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ وَالْمَرْفِقُ وَالْمَسْقِطُ وَالْمَسْكِنُ وَالْمَسْجِدُ وَالْمَفْرِقُ۔ اور باقی اسمائے ظروف مَفْعَلٌ کے وزن پر آتے ہیں کیونکہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

ظرف زمان بھی ظرف مکان کی طرح ہے مثلاً (مَقْتَلُ الحسین) بمعنی شہادت حسین اور وقت شہادت حسین۔

اسم آلہ

س۔ اسم آلہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ کس فعل سے بنتا ہے؟

ج۔ اسم آلہ وہ اسم ہے جو مضارع مجہول سے بنتا ہے اور ایسی چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو کام کے لیے بطور آلہ استعمال ہو اور اس کا صیغہ مِفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے شاعر کہتا ہے۔

اَلْمَفْعَلُ لِلْمَوْضِعِ وَالْمِفْعَلُ لِلْاٰلَةِ وَالْفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ وَالْفِعْلَةُ لِلْحَالَةِ

ترجمہ۔ مَفْعَلٌ کا وزن اسم ظرف کے لیے آتا ہے اور مِفْعَلٌ کا وزن اسم آلہ کے لیے اسی طرح فَعْلَةٌ کا وزن تعداد کے لیے آتا ہے۔ اور فِعْلَةٌ کا وزن حالت کے لیے آتا ہے مثلاً ضَرْبَةٌ ایک بار مارنا اور ضِرْبَةٌ ایک مخصوص حالت میں مارنا۔

س۔ اسم آلہ کے میم کو کسرہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ چونکہ اسم ظرف کا میم بھی مفتوح ہوتا ہے اس لیے ان دونوں میں فرق کے لیے اسم آلہ کے میم کو مکسور رکھا جاتا ہے اگرچہ کہا جائے کہ میم مضموم سے بھی یہ فرق

معلوم کیا جا سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضمہ ثقیل ہوتا ہے۔ نیز ضمہ کی صورت میں باب افعال کے اسم مفعول سے التباس لازم آتا۔

نوٹ:۔ اسم آلہ مِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مِقْرَاضٌ (قینچی) اور مِفْتَاحٌ (چابی) اور کبھی مضموم العین اور مضموم المیم بھی آتا ہے مُسْعُطٌ (نسوار دان) اور مُنْخُلٌ (چھلنی) اسی طرح کے دوسرے صیغے ہیں لیکن سیبویہ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ وزن اسم آلہ کے لیے نہیں آتا بلکہ یہ مثالیں جو پیش کی گئی ہیں یہ مخصوص چیزوں کے نام ہیں یعنی مُسْعُطٌ ایک برتن کا نام ہے۔ آلہ نہیں۔ اسی طرح دوسرے بھی۔

دوسرا باب
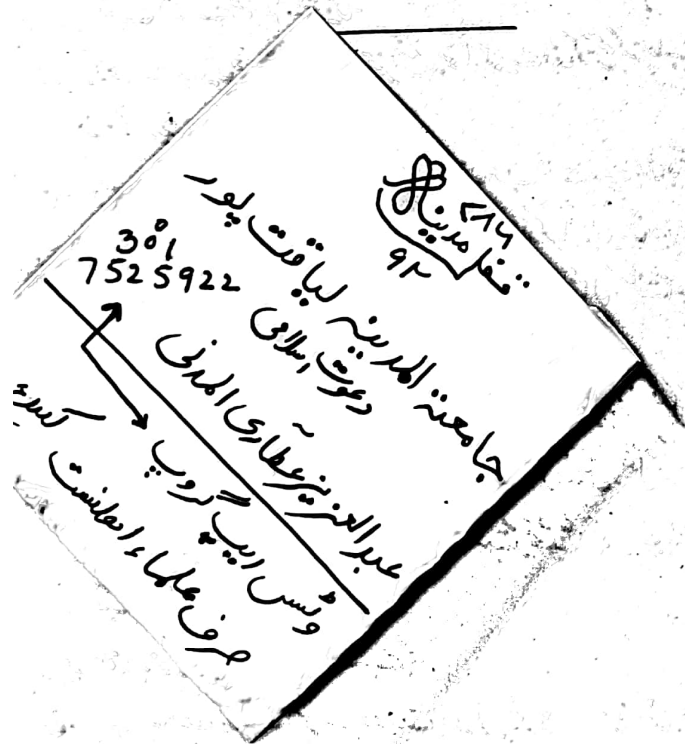
مضاعف

مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں کیونکہ اصم بہرے کو کہا جاتا ہے اور دوسرے آدمی کو بات سنانے کے لیے شدت اور جہر (آواز بلند کرنے) کی ضرورت ہوتی ہے، چونکہ مضاعف میں ادغام ہوتا ہے اور اسی بنا پر اس کے پڑھنے میں شدت اور قدرے جہر پایا جاتا ہے لہٰذا اسے "اصم" کہتے ہیں۔

س۔ چونکہ مضاعف میں حرف علت اور ہمزہ نہیں ہوتا اس لیے اس کو صحیح کہنا چاہیے لیکن کیا وجہ ہے کہ اسے صحیح نہیں کہا جاتا؟

ج۔ بعض اوقات ضرورت کی بنا پر اس کا ایک حرف حرفِ علت سے بدل جاتا ہے جیسے تَقَضِّيْ البازي جو اصل میں تَقَضُّضُ البازي تھا آخری ضاد کو یا سے بدل دیا اور ماقبل کو کسرہ دے دیا اب تَقَضِّيْ البازي ہو گیا اس سے آسان مثال اُمْلِيَتْ ہے جو اصل میں اُمْلِلَتْ تھا لام کو یاء سے بدلا اُمْلِيَتْ ہو گیا۔

نوٹ :۔ مضاعف تین بابوں سے آتا ہے۔ فَعَلَ يَفْعُلُ سَرَّ يَسُرُّ فَعَلَ يَفْعِلُ فَرَّ يَفِرُّ عَضَّ يَعَضُّ فَعِلَ يَفْعَلُ اور فَعُلَ يَفْعُلُ کرم یکرم سے مضاعف بہت کم آتا ہے جیسے حَبَّ يَحُبُّ فَهُوَ حَبِيْبٌ لَبَّ يَلُبُّ فَهُوَ لَبِيْبٌ۔

س۔ مضاعف میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

ج۔ جب مضاعف میں ایک جنس کے دو حرف یا دو قریب المخرج حرف جمع ہوں

تو پہلے کا دوسرے میں ادغام کرتے ہیں کیونکہ تکرارِ حروف سے ثقل پیدا ہوتا ہے متجانسین کی مثال مَدَّ، مَدَّ الخ اور متقاربین فی المخرج میں ادغام کی مثال اَخْرَجَ شَطْأَهُ. جیم اور شین قریب المخرج ہیں اور قَالَتْ طَّائِفَةٌ۔

س۔ ادغام کا مفہوم کیا ہے؟

ج۔ جار اللہ کے نزدیک حرف کو اس کے مخرج میں آنا ٹھہرانا جتنی دیر دو حرفوں کو ٹھہرایا جاتا ہے ادغام کہلاتا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں داخل کر دینا ادغام ہے متجانسین میں ادغام کی صورت میں لکھنے میں ایک حرف آئے گا اور پڑھنے میں دونوں حرف اور متقاربین میں ادغام کی صورت میں لکھنے میں بھی اور پڑھنے میں بھی دونوں حرف آئیں گے جیسے قَالَتْ طَّائِفَةٌ

س۔ اجتماع حرفین کی اقسام اور احکام بیان کریں؟

ج۔ دو حرفوں کے اجتماع کی تین قسمیں ہیں (۱) دونوں حرف متحرک ہوں اس صورت میں اگر دونوں حرف دو کلموں میں ہوں جیسے مَنَاسِكَكُمْ تو یہاں ادغام جائز ہے اور اگر دونوں حرف ایک کلمہ میں ہوں تو ادغام واجب ہے جیسے مَدَّ۔

س۔ جب دو ہم جنس حرف ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ادغام واجب ہوتا ہے۔ کیا ایسی مثالیں بھی ہیں جہاں اس صورت میں ادغام نہ کیا جاتا ہو وہ مقامات بتائیں اور ادغام نہ کرنے کی وجہ لکھیں۔

ج۔ الحاقیات میں ادغام نہیں ہوتا جیسے قَرْدَدَ اور جَلْبَبَ یہاں ادغام نہیں کیا گیا کیونکہ ادغام کی صورت میں الحاق باطل ہو جاتا ہے حالانکہ الحاق غرض اور مطلوب ہے اور غرض کو باقی رکھنا ضروری ہے اسی طرح ان اوزان میں بھی ادغام نہیں کیا جائے گا جن میں ادغام کی وجہ سے التباس لازم آتا ہے جیسے صَكَكٌ

(سخت آدمی) سُرُرٌ (چارپائیاں) جُدَدٌ (سخت زمین) کُلَلٌ (کھنڈرات)
ان الفاظ میں ادغام کرنے کی صورت میں صَكٌّ (چیک) سُرٌّ (ناف) طَلٌّ (شبنم)
کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔

س۔ رَدَّ، فَرَّ اور عَضَّ میں ادغام کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ ماضی مضموم العین ہے یا مفتوح العین، اسی طرح فَرَّ میں پتہ نہیں چلتا کہ یہ ماضی مفتوح العین ہے یا مکسور العین ہے یونہی عَضَّ میں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ماضی مفتوح العین ہے یا مکسور العین لہٰذا ادغام نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ التباس لازم آتا ہے؟

ج۔ یہاں التباس لازم نہیں آتا کیونکہ رَدَّ، یَرُدُّ کی ماضی ہے اور مضاعف میں باب فَعُلَ یَفْعُلُ نہیں آتا لہٰذا واضح ہو گیا کہ رَدَّ اصل میں رَدُدَ نہیں بلکہ رَدَدَ ہے۔ اسی طرح فَرَّ یَفِرُّ کے بارے میں یَفِرُّ سے پتہ چلا کہ اصل فَرَرَ ہے فَرُرَ نہیں کیونکہ مضاعف سے باب فَعُلَ یَفْعُلُ نہیں آتا اسی طرح عَضَّ کے بارے میں یَعَضُّ سے معلوم ہوا کہ یہ عَضُضَ نہیں ہے کیونکہ مضاعف سے باب فَعُلَ یَفْعُلُ نہیں آتا۔

س۔ بعض لغات میں یَحْیَیٰ میں ادغام نہیں کیا گیا لہٰذا آپ کا بیان کردہ قاعدہ ٹوٹ گیا کیونکہ اگر ادغام واجب ہوتا تو یَحْیَیٰ میں بھی ادغام کیا جاتا؟

ج۔ اس میں ادغام نہ کرنے کی دو وجہیں ہیں۔

۱۔ اس صورت میں مضارع یُحَیُّ ہوتا اور یائے ضعیف پر ضمہ آ جاتا جو صحیح نہیں۔

۲۔ کہا گیا ہے کہ آخری یاء غیر لازم ہے کیونکہ یہ بعض اوقات گر جاتی ہے جیسے حَیُوا میں اور کبھی الف سے بدل جاتی ہے جیسے یَحْیَا میں۔

س۔ اجتماع حرفین کی دوسری قسم اور اس کا حکم بیان کریں۔

ج۔ ہم جنس حرفوں کے اجتماع کی دوسری قسم یہ ہے کہ ان میں پہلا حرف ساکن ہو۔

ایسی صورت میں ادغام واجب ہو گا کیونکہ اس کے بغیر کلمے کا پڑھنا مشکل ہے جیسے مُدٌّ جو اصل میں مُدْدٌ تھا فُعْلٌ کے وزن پر ہے ادغام کے بعد مُدٌّ ہو گیا۔

س۔ اجتماع حرفین کی تیسری قسم کی وضاحت کریں؟

ج۔ ایک جنس کے دو حرفوں کے اجتماع کی تیسری صورت یہ ہے کہ ان میں سے دوسرا حرف ساکن ہو۔ ایسی صورت میں ادغام ناممکن ہو گا کیونکہ ادغام کے صحیح ہونے کی شرط یعنی دوسرے حرف کا متحرک ہونا یہاں نہیں پائی جاتی یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ پہلے حرف کو ساکن کر دیا جائے لیکن اس صورت میں دو ساکن جمع ہو جائیں گے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک بھنور سے نکل کر دوسرے میں داخل ہو جانا بعض نے کہا ہے کہ چونکہ ادغام کا مقصد تخفیف کا حصول ہے اور وہ سکونِ حرف کی وجہ سے حاصل ہے نیز ادغام کی شرط بھی نہیں پائی جاتی لہٰذا ادغام نہیں ہو گا لیکن انہوں نے دو ہم جنس حرف کے اجتماع سے بچنے کے لیے بعض مقامات پر ایک حرف کو حذف کرنا جائز قرار دیا ہے جیسے ظَلْتُ جو اصل میں ظَلِلْتُ تھا پہلے متحرک لام کو حذف کر دیا گیا اور یہ جواز ایسے ہی ہے جیسے انہوں نے دو ہم جنس حرف جمع ہونے کی صورت میں بعض مقامات پر قلب کو جائز قرار دیا ہے جیسے تَقَضَّى البَازِي۔ اس قاعدے کے مطابق بعض لوگوں نے قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ کی قرأت میں قَرْنَ کو قرار سے لیا ہے یعنی اس کا مادہ قرار ہے اس صورت میں قِرْنَ کی اصل اِقْرِرْنَ ہے پہلی راء کی حرکت کاف کو دے دی۔ راء اور ہمزہ دونوں کو حذف کر دیا اب قِرْنَ ہو گیا اور بعض نے اسے وَقَرَ يَقِرُ وَقَارًا سے پڑھا ہے قِرْنَ کو فتحہ کے ساتھ قَرْنَ پڑھیں گے تو قَرَّ یَقَرُّ سے ہو گا کیونکہ ایک لغت فتحہ کے ساتھ یَقَرُّ بھی ہے۔ اس صورت میں اس کی اصل اِقْرَرْنَ بر وزن اِعْلَمْنَ ہو گی۔ پس راء کی حرکت نقل کر کے کاف کو دیں گے۔ راء اور ہمزہ وصل دونوں

کو گرادیں گے تو فِرَّ ہو جائے گا۔

س۔ یہ اس صورت میں ہے جب سکون لازمی ہو اور اگر سکون عارضی ہو تو کیا کریں گے

ج۔ ایسی صورت میں ادغام بھی جائز ہے جیسے اُمْدُدْ بغیر ادغام کے مُدَّ دال کے فتحہ کے ساتھ کیونکہ فتحہ خفیف ہے مُدِّ دال کے کسرہ کے ساتھ کیونکہ ساکن کو حرکت دینے میں کسرہ اصل ہے اور مُدُّ ضمہ کے ساتھ میم کی اتباع میں ہے یہی وجہ ہے کہ فِرُّ جائز نہیں کیونکہ وہاں اتباع نہیں پائی جاتی اس لیے کہ فاء مکسور ہے۔

س۔ اُمْدُدْنَ میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟

ج۔ جب سکون لازمی ہو تو ادغام نہیں ہوتا اس لیے اُمْدُدْنَ میں ادغام نہیں ہوگا کیونکہ یہاں سکون لازمی ہے عارضی نہیں۔

گردان۔ امر حاضر معروف با نون ثقیلہ مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ مُدَّانِّ اُمْدُدْنَانِّ۔

گردان۔ امر حاضر معروف با نون خفیفہ مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ۔

س۔ اسم فاعل اور اسم مفعول میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

ج۔ اسم فاعل مَادٌّ ہے جو اصل میں مَادِدٌ تھا پہلی دال کو ساکن کر کے دوسری دال میں ادغام کر دیا۔ اسم مفعول مَمْدُوْدٌ ہے اس میں ادغام نہیں ہوتا کیونکہ ہم جنس حروف جدا جدا ہیں۔

س۔ اسم ظرف اور اسم آلہ میں ادغام کی کیفیت لکھیں؟

ج۔ اسم ظرف زمان اور مکان مَمَدٌّ ہے جو اصل میں مَمْدَدٌ تھا پہلی دال کا فتحہ ما قبل میم ساکن کو دیا اور دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

اسم آلہ مِمَدٌّ اصل میں مِمْدَدٌ تھا پہلی دال کا فتحہ میم کو دے کر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

س۔ ماضی مجہول اور مضارع مجہول کے صیغوں میں ادغام کی وضاحت کریں؟

ج۔ ماضی مجہول مُدَّ اصل میں مُدِدَ تھا پہلی دال کو ساکن کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ مضارع مجہول یُمَدُّ اصل میں یُمْدَدُ تھا پہلی دال کا فتحہ نقل کر کے میم ساکن کو دیا پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

س۔ مَدٌّ مصدر اصل میں کیا تھا؟

ج۔ مَدٌّ اصل میں مَدْدٌ تھا ساکن دال کا متحرک دال میں ادغام کر دیا۔

فائدہ ۴:۔ جب افتعال کی تاء سے پہلے ہمزہ، دال۔ ذال۔ زاء۔ سین۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ طاء۔ ظاء۔ واؤ۔ یاء۔ میں سے کوئی حرف واقع ہو تو تائے افتعال کو اس حرف سے بدل کر کے ادغام کرنا جائز ہے جس طرح اِتَّخَذَ اصل میں اِءْتَخَذَ تھا۔ دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلا اور یاء کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا یہ ادغام شاذ ہے کیونکہ جو یاء تاء سے بدل گئی ہے وہ اصلی نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے اور جیسے اِتَّجَرَ جو تَجَرَ سے بنا یہاں تاء افتعال سے پہلے بھی تاء ہے اس تاء کو دوسری تاء میں ادغام کر دیا اور اِثَّارَ جو اصل میں اِثْتَارَ تھا یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی اِثَّارَ پڑھنا بھی جائز ہے اور اِتَّارَ پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ ثاء اور تاء دونوں حروف مھموسہ سے ہیں لہٰذا صفت ہمس کی بنیاد پر دونوں کو ہم جنس قرار دیا جائے گا اور اس صورت میں تاء کو ثاء اور ثاء کو تاء کر کے ادغام کر سکتے ہیں دونوں صورتیں جائز ہیں۔

س۔ حروف مھموسہ اور کون کون سے ہیں؟

ج۔ حروف مھموسہ وہ حروف ہیں جس میں صفت ہمس پائی جاتی ہے۔ ان کا مجموعہ یہ ہے سَتَشْحَثُكَ خَصَفَهْ

س۔ اِدَّانَ اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

ج۔ اِدَّانَ اصل میں اِدْتَانَ تھا تاء کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا اِدَّانَ ہو گیا

دونوں میں صفت ہمس کی شرکت

لیکن یہاں دال کو تا سے نہیں بدل سکتے کیونکہ لہٰذا جب تاء کو دال سے

نہیں ہے اور چونکہ دال مخرج میں تاء کے قریب ہے اس بنا پر ادغام

بدلیں گے تو ایک جنس کے دو حرف جمع ہو جائیں گے۔

کریں گے۔

س۔ اِدَّکَرَ اصل میں کیا تھا؟

ج۔ اِدَّکَرَ اصل میں اِذْتَکَرَ ہے۔ یہاں تین صورتیں جائز ہیں۔ اِدَّکَرَ، اِذْدَکَرَ اور اِذَّکَرَ

اِدَّکَرَ بنانے کی صورت یہ ہے کہ تا اور دال کے قریب المخرج ہونے کی وجہ

سے تا کو دال سے بدلیں گے اور چونکہ دال اور ذال صفت جہر میں متحد ہیں

اس لیے دال کو ذال سے بدل کر اِذَّکَرَ پڑھیں گے۔ اگر ادغام نہ کریں اور دال کو

ذال سے نہ بدلیں تو اِذْدَکَرَ پڑھیں گے اور یہ نہ بدلنا اس وجہ سے ہے کہ دونوں میں

ذات کے اعتبار سے اتحاد نہیں ہے اور صفت میں اشتراک کی وجہ سے ذال کو

دال سے بدل کر دال میں ادغام کر کے اِدَّکَرَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

س۔ اِثَّاقَلَ اِذَّکَرَ کی شکل ہے لیکن یہاں ثاء کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام کیوں نہیں کرتے؟

ج۔ اس کی دو وجہ ہیں۔

۱۔ چونکہ ثاء آواز کو کھینچنے میں دال سے اعظم ہے اس لیے اگر ثاء کو دال سے بدلا جائے تو ایسا ہی ہوگا جیسے بڑے پیالے کو چھوٹے پیالے میں رکھ دینا۔

۲۔ اگر ثاء کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا جائے اور اِدَّان پڑھا جائے تو التباس لازم آئے اور پتہ نہ چلے گا کہ یہ اِدَّان اِزْدَان سے بنا ہے جو زینت کا معنیٰ دیتا ہے یا اِدْتَانَ سے بنا ہے جو دین سے مشتق ہے۔

س۔ اِزَّانَ میں ادغام کا طریقہ کیا ہے؟

ج۔ اِزَّانَ اصل میں اِزْتَانَ تھا جس کا مادہ زینت ہے تائے افتعال کو دال سے بدلا اور دال کو زا سے بدل کر زا کا زا میں ادغام کر دیا اِزَّانَ ہو گیا۔

س۔ اِسَّمَعَ میں ادغام کی صورت کیا ہے؟

ج۔ اِسَّمَعَ جو اصل میں اِسْتَمَعَ تھا تا کو سین سے بدل کر سین کا سین میں ادغام کر دیا تو اِسَّمَعَ بن گیا اس ادغام کا جواز اس لیے ہے کہ سین، اور تا صفت ہمس میں شریک ہیں لہٰذا تا کو سین سے بدلا گیا۔

س۔ سین کو تا سے کیوں نہیں بدلتے؟

ج۔ سین کو تا سے نہیں بدلا جائے گا کیونکہ سین میں آواز کو لمبا کیا جاتا ہے جسے امتدادِ صوت کہتے لہٰذا سین تاء کی نسبت عظیم ہے اس عظمت کی وجہ سے سین تاء سے نہیں بدلے گی۔

نوٹ:۔ اِسَّمَعَ کو ادغام کے بغیر یعنی اِسْتَمَعَ پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ ذات کے اعتبار سے سین اور تاء ہم جنس نہیں ہیں لہٰذا ادغام نہیں کیا گیا اِشَّبَہَ اِسَّمَعَ کی شکل ہے یعنی اصل میں اشتبہ تھا تاء کو شین سے بدل کر ادغام کیا۔

س۔ اِصَّبَرَ کو کتنے طریقوں سے پڑھنا جائز ہے؟

ج۔ اِصَّبَرَ کو دو طرح سے پڑھنا جائز ہے ۱۔ اِصَّبَرَ ۲۔ اِصْطَبَرَ
اِصَّبَرَ اصل میں اِصْتَبَرَ تھا صاد حروف مستعلیہ مطبقہ میں سے ہے۔

س۔ حروف مستعلیہ مطبقہ کون کون سے ہیں؟

ج۔ حروف مستعلیہ مطبقہ کا مجموعہ صضطظخغق پہلے چار مستعلیہ مطبقہ ہیں۔ اور دوسرے تین حرف فقط مستعلیہ ہیں اور تاء حروف منخفضہ میں سے ہے چونکہ صاد اور تاء صفت میں مشترک نہیں ہیں۔ چونکہ دو حرفوں میں صفت کے اعتبار سے بُعد ثقل پیدا کرتا ہے نیز تاء اور طاء قریب المخرج بھی ہیں لہٰذا تاء کو طاء سے بدل دیا۔

اب یہ اِصْطَبَرَ ہوگیا اب یا تو اِصْطَبَرَ پڑھیں گے یعنی طا کو صاد سے نہیں بدلیں گے
یا طا کو صاد سے بدل کر صاد میں ادغام
کیونکہ ذات میں دونوں شریک نہیں اور
کریں گے اِصَّبَرَ بن جائے گا کیونکہ صاد اور طا صفت استعلا میں مشترک ہیں
لیکن امتدادِ صوت کی وجہ سے صاد کو عظمت حاصل ہوگی۔

س۔ اِسْتَبَرَ میں تا کو طا سے کیوں بدلا ہے؟ جیسا کہ سِتٌّ اصل میں سُدْسٌ ہے
ج۔ اس لیے کہ وہ دونوں قریب المخرج ہیں۔
سین اور دال کو تا سے بدل دیا کیونکہ سین اور تا صفت ہمس میں مشترک ہیں
اور تا مخرج میں دال کے قریب ہے لہٰذا تا کا تا میں ادغام کیا تو سِتٌّ
ہوگیا۔

س۔ اِضْتَرَبَ میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟
ج۔ اِصْتَبَرَ کی طرح اِضْتَرَبَ میں بھی دو طریقے جائز ہیں یعنی اِضْتَرَبَ اور اِضْطَرَبَ
لیکن اِطَّبَرَ جائز نہیں اس کی تعلیل یوں ہوگی کہ اِضْتَرَبَ کی تا کو طا سے بدل کر
اِضْطَرَبَ پڑھیں گے یا تا کو ضاد سے بدل کر ضاد کا ضاد میں ادغام کر کے
اِضَّرَبَ پڑھیں گے لیکن ضاد کو طا سے نہیں بدلیں گے کیونکہ ضاد میں استطالت
ہے جو اس کے علاوہ حروف میں نہیں لہٰذا اگر ضاد کو طا سے بدل دیا جائے تو یہ فضیلت
ختم ہو جائے گی اس لیے اِطَّرَبَ پڑھنا جائز نہیں

س۔ ظا کی مثال اِظْتَلَمَ میں تعلیل کی صورت حال واضح کریں؟
ج۔ پہلے اِظْتَلَمَ کی تا کو طا سے بدلتے ہیں پھر اس طا کو ظا یا ظا کو طا سے بدل
کر ادغام کریں گے اور اِطَّلَمَ یا اِظَّلَمَ پڑھیں گے۔ کیونکہ
مستعلیہ مطبقہ میں سے ہیں اور تیسری صورت یعنی فک ادغام بھی
کے اعتبار سے یہ ہم جنس نہیں ہیں۔ اس صورت میں اِظْطَلَمَ پڑھا جائیگا

س۔ اُوْتُقِدَ میں تعلیل کا طریقہ کیا ہوگا؟
ج۔ اُوْتُقِدَ میں واو کو تا سے بدلا پھر تا کا تا میں ادغام کیا اُتُّقِدَ ہوگیا۔
س۔ اگر واؤ کو تا سے نہ بدلتے تو کیا خرابی لازم آتی؟
ج۔ اگر واؤ کو تا سے بدلا نہ جاتا تو معروف کے صیغے میں واو کے ماقبل ہمزہ کے
مکسور (اِوْتَقَدَ ہے) ہونے کی وجہ سے واؤ کو یا سے بدلنا پڑتا اور اِیْتَقَدَ
پڑھا جاتا۔ اور یوں یہ فعل کبھی یائی ہوتا (معروف میں) اور کبھی واوی (مجہول میں)
یا توالی کسرات لازم آتا کیونکہ یا دو کسروں کے قائم مقام ہے اور اس سے
پہلے ہمزہ بھی مکسور ہے۔
س۔ اِتَّسَرَ اصل میں کیا تھا اور یہاں ادغام کیوں کیا گیا؟
ج۔ اِتَّسَرَ اصل میں اِیْتَسَرَ تھا یا کو تا سے بدل کر ادغام کیا تو اِتَّسَرَ ہوگیا۔ اگر یا کو تا
سے نہ بدلتے تو تین کسروں کا جمع ہونا لازم آتا کیونکہ ہمزہ بھی مکسور ہے اور یا
دو کسروں کے قائم مقام ہے۔
س۔ "اِیْتَکَلَ" میں "اِیْتَعَدَ" کی طرح یا کو تا سے کیوں نہیں بدلا؟
ج۔ "اِیْتَکَلَ" کی یا کو تا سے اس لیے نہیں بدلا کہ یہ یا لازم نہیں ہے یعنی ثلاثی
مجرد میں ہمزہ ہو جاتی ہے۔ اور اَکَلَ پڑھتے ہیں۔
س۔ کیا آپ کوئی ایسی مثال بتا سکتے ہیں جس میں غیر لازم حرف کو نہ بدلا گیا ہو؟
ج۔ ہاں مثلاً (حَیِیَ) بعض لغات میں بغیر ادغام کے پڑھتے ہیں کیونکہ مضارع
میں یہ یا الف سے بدل کر یَحْیٰی پڑھا جاتا ہے لہٰذا حَیِیَ کی یا کو غیر لازم
سمجھتے ہوئے ادغام نہیں کیا جاتا۔
س۔ "اِتَّخَذَ" جو اصل میں اِیْتَخَذَ ہے اس کی یا بھی ماضی میں ہمزہ ہو جاتی ہے
لہٰذا غیر لازم ہوئی۔ اس کے باوجود آپ نے اسے تا سے کیوں بدلا؟

ج۔ یہ شاذ ہے۔

س۔ وہ کون کون سے حروف ہیں جو تائے افتعال کے بعد واقع ہوں تو ادغام جائز ہے؟

ج۔ تائے افتعال کے بعد "تار دال، ذال، زار، سین، صاد، ضاد، طا، ظار" میں سے کوئی حرف واقع ہو تو تار کو عین کلمہ سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے جیسے یَقَتِّلُ، یَبَدِّلُ، یَخَصِّمُ وغیرہ اصل میں "یَقْتَتِلُ یَبْتَدِلُ یَخْتَصِمُ" تھا لیکن یہاں عین کو تار سے بدل کر ادغام کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ تار میں صفت ہمس کی وجہ سے ضعف ہے لہٰذا وہ عین کلمے کو اپنی طرف لانے میں کمزور ہے

س۔ کیا یہ ادغام ہر جگہ ہو سکتا ہے؟

ج۔ بعض صرفیوں کے نزدیک یہ ادغام ماضی میں جائز نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں تار کی حرکت ماقبل کو دی جائے گی اور ہمزہ وصل کو حذف کر دیا جائے گا تو اس طرح باب افتعال کی ماضی کا باب تفعیل کی ماضی سے التباس لازم آئے گا مثلاً "اِخْتَصَمَ" میں تار کا فتحہ خار کو دے کر اور تا کو صاد سے بدل کر صاد میں ادغام کر دیں اور ہمزہ وصل کو گرا دیں تو "خَصَّمَ" بن جائے گا اور باب تفعیل کی ماضی بھی "خَصَّمَ" ہے لیکن بعض لوگوں کے نزدیک "اِخْتَصَمَ" کی تار کا فتحہ ماقبل کو نہیں دیں گے بلکہ اسے گرا دیں گے کیونکہ ساکن کو حرکت کسرہ دی جاتی ہے اور ہمزہ وصل گرا دیں گے "خِصَّمَ" بن جائے گا۔ اس صورت میں التباس لازم نہیں آئے گا اور بعض کے نزدیک چونکہ فار کلمہ یعنی خار کا سکون اصلی ہے اور حرکت عارضی لہٰذا ہمزہ وصل کو نہیں گرائیں گے۔ اس صورت میں اِخَصَّمَ پڑھیں گے اور التباس لازم نہیں آئے گا۔

س۔ کیا ماضی کی طرح مضارع میں بھی فار کلمہ کو مکسور یا مفتوح پڑھ سکتے ہیں؟

ج۔ ماضی کی طرح مضارع میں بھی مکسور الفاء اور مفتوح الفاء پڑھنا جائز ہے جیسے یَخَصِّمُ اور یَخِصِّمُ۔

س۔ اسم فاعل میں کون کون سی صورتیں جائز ہیں؟

ج۔ اسم فاعل میں تین صورتیں جائز ہیں۔ یا تو میم کی اتباع میں فار کلمہ کو ضمہ دیں گے یا تار کا فتحہ نقل کر کے خار کو دے کر فار کلمہ کو فتحہ کے ساتھ پڑھیں گے یا تار کی حرکت گرا کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے فار کو کسرہ دیں گے اور اس صورت میں فار کلمہ کو کسرہ کے ساتھ پڑھیں گے۔ اس طرح اسے مُخُصِّمُوْنَ مُخَصِّمُوْنَ مُخِصِّمُوْنَ پڑھا جائے گا۔

س۔ مصدر کو کیسے پڑھا جائے گا۔

ج۔ مصدر میں صرف مکسور الفاء پڑھیں گے کیونکہ اصل میں "اِخْتِصَامًا" ہے۔ اگر تار کی حرکت خار کو دیں تو بھی کسرہ اور تار کی حرکت گرا کر خار کو مستقل حرکت دیں تو بھی کسرہ ہوگا البتہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ صاد مدغم فیہ کی حرکت کا اعتبار کر کے خار کو فتحہ دیں تو خِصَّامًا پڑھیں گے اور اگر خار کے سکون اصلی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمزہ کو نہ گرائیں تو اِخِصَّامًا پڑھیں گے۔

س۔ باب تفعّل اور تفاعل میں ادغام کی کیا صورت ہوگی؟

ج۔ باب تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کی تار کو بعد والے حرف سے بدل کر ادغام کرتے ہیں اور شروع میں ہمزہ وصل لاتے ہیں کیونکہ مدغم حرف ساکن ہوتا ہے اور ساکن سے ابتدا محال ہے۔ اب "تَطَهَّرَ" سے اِطَّهَّرَ اور تَثَاقَلَ سے اِثَّاقَلَ ہوگا۔

س۔ اِسْتَدْعَوْا میں تار اور طا قریب المخرج جمع ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ادغام نہیں کیا گیا؟

ج۔ چونکہ دوسرا حرف یعنی طا ساکن ہے اور جب دوسرا حرف ساکن ہو چکا ہے

حقیقتاً یا تقدیراً تو ادغام نہیں ہوتا حقیقتاً ساکن کی مثال ہے اِسْتَطْعَمَ اور تقدیراً کی مثال "اِسْتَدَانَ" ہے کہ اگرچہ یہاں بظاہر دال متحرک ہے لیکن اصل میں یہ اِسْتَدْیَنَ تھا لہٰذا دال ساکن ہوگی البتہ ایسی صورت میں جب دو قریب المخرج یا ہم جنس حرف اکٹھے ہو جائیں اور ان میں دوسرا حرف ساکن ہو تو تار کو بعض مقامات پر حذف کر دیتے ہیں جیسے اِسْطَاعَ یَسْطِیْعُ" جو اصل میں اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ تھے جیسا کہ ظَلْتُ اصل میں ظَلِلْتُ تھا دوسری لام کو حذف کر دیا۔

س۔ اِسْطَاعَ اور اَسْطَاعَ کیا فرق ہے؟

ج۔ اِسْطَاعَ باب افتعال کی ماضی ہے یہاں سے تار گرائی گئی ہے۔ اور اَسْطَاعَ باب افعال کی ماضی ہے یہاں سین زائد ہے اصل میں یہ اَطَاعَ تھا جیسے "اَهْرَاقَ" اصل میں "اَرَاقَ" تھا جو اِرَاقَةٌ سے بنا ہے پھر خلاف قیاس ھار زیادہ کر دی۔

تیسرا باب:

مہموز کا بیان

س۔ مہموز میں تمام حروف صحیح ہوتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اسے صحیح نہیں کہا جاتا؟

ج۔ بعض اوقات ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں اس لیے اسے صحیح نہیں کہا جاتا۔

س۔ مہموز کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں نیز ہمزہ کا حکم کیا ہے؟

ج۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ مہموز الفار ۲۔ مہموز العین ۳۔ مہموز اللام جیسے اَخَذَ سَأَلَ قَرَءَ" وغیرہ ہمزہ کا حکم وہی ہے جو حرفِ صحیح کا ہے کیونکہ یہ بھی حرف صحیح ہے لہٰذا اس میں وہی تصرفات ہوں گے جو حرف صحیح میں ہوتے ہیں البتہ اس کی سختی یعنی مخرج میں آواز کے بند ہو جانے کی وجہ سے اس میں تخفیف پائی جاتی ہے۔

س۔ ہمزہ میں تخفیف کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

ج۔ ہمزہ میں تخفیف کی تین صورتیں ہیں ۱۔ قلب یعنی ہمزہ کو حرف علت سے بدل دینا ۲۔ بین بین یعنی ہمزہ کے مخرج اور اُس حرف کے مخرج کے درمیان ہمزہ کو پڑھنا جو ہمزہ کی حرکت کے موافق ہے یعنی ہمزہ پر فتحہ ہوگا تو ہمزہ کو اس کے اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھیں گے اسی طرح ضمہ اور کسرہ کا مسئلہ ہے ۳۔ حذف۔

س۔ قلب کب ہوگا؟

ج۔ جب ہمزہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو پہلے حرف کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلیں گے جیسے "رَاسٌ، بِیْرٌ، لُوْمٌ" جو اصل میں رَأْسٌ، بِئْرٌ، لُؤْمٌ تھا۔

س۔ یہاں ہمزہ کو حرفِ علت سے بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ چونکہ ساکن حرف کی طبیعت میں نرمی ہوتی ہے اور ماقبل چاہتا ہے کہ اسے اپنے موافق کر لیا جائے لہٰذا اسے ماقبل حرکت کے موافق بنا دیتے ہیں۔

س۔ بین بین کب ہوگا؟

ج۔ جب ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو چونکہ ہمزہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں قوت پائی جاتی ہے لہٰذا حرف علت سے بدلنے کی بجائے اسے بین بین کے طریقے پر پڑھیں گے جیسے سَاَلَ، لَوُمَ، سُئِلَ۔

س۔ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ ہمزہ کے متحرک ہونے کے باوجود اُسے حرف علت سے بدل دیا جائے۔

ج۔ ہاں جب ہمزہ مفتوح ہو گا جیسے مِیَرٌ میں ہمزہ کو یاء سے اور جُوَنٌ میں واؤ سے بدلتے ہیں۔

س۔ سَاَلَ میں بھی ہمزہ مفتوح ہے اور سکون کے حکم میں ہے لہٰذا اسے حرف علت سے بدلنا چاہیے تھا نہ بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ چونکہ ہمزہ سے پہلا حرف بھی مفتوح ہے لہٰذا یہ اپنے ہم جنس سے مل کر قوی ہو جائے گا۔

س۔ "لا ھَنَاكِ المرتع" میں ھَنَا اصل میں ھَنَأَ تھا اور یہ ہمزہ مفتوح ہے اور ماقبل بھی مفتوح ہے چاہیے تو یہ تھا کہ سَاَلَ کی طرح ہمزہ کو نہ بدلا جاتا۔ لیکن یہاں حرف علت سے بدل دیا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ یہ شاذ ہے۔

س۔ ہمزہ کو کب حذف کرتے ہیں۔

ج۔ جب ہمزہ متحرک ہو اور اس سے پہلا حرف ساکن ہو تو ہمزہ کو حذف کر دیں گے لیکن اس طرح کہ پہلے ہمزہ کو ساکن کریں گے۔ ساکن کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ساکن حروف کی مجاورت کی وجہ سے ہمزہ کی طبیعت میں ضعف آگیا لہٰذا اسے ساکن کر دیں گے۔ اب اجتماع ساکنین لازم آنے کی وجہ سے ہمزہ حذف کر دیا جائے گا اور وہ حرکت جو ہمزہ سے حذف ہوئی تھی ماقبل کو دی جائے گی۔

س۔ ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینے کی کیا وجہ ہے۔ کوئی دوسری حرکت بھی دی جا سکتی ہے۔

ج۔ یہ حرکت اس لیے دی گئی تاکہ ہمزہ محذوفہ پر دلالت کرے۔

س۔ کیا ہر جگہ ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا اور ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے یا مخصوص صیغوں میں ایسا ہوتا ہے؟

ج۔ یہ اس صورت میں ہو گا جب ہمزہ کا ماقبل حرف صحیح ہو یا "واؤ" اور "یاء" اصلی ہو یا "واؤ" اور "یاء" کسی معنی کے لیے زائد ہوں محض وزن کے لیے زائد نہ ہوں۔ صحیح کی مثال مَسَلَةٌ اصل میں مَسْئَلَةٌ تھا اور مَلَكٌ اصل میں "مَلْئَكٌ" تھا "مَلْئَكٌ، اَلُوْكَةٌ" سے بنا ہے اس کا معنیٰ رسالہ ہے مَلْئَكٌ میں ہمزہ پہلے تھا قلب کرتے ہوئے ہمزہ کو لام کے بعد لے آئے۔ اب ہمزہ کی حرکت لام کو دے دی ہمزہ گرا دیا تو مَلَكٌ ہو گیا۔ اَلْاَحْمَرُ میں دوسرے ہمزہ کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دیں گے اب دو صورتیں ہو جائیں گی یا تو لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلے ہمزہ کو بھی گرا دیں گے

نَحْمَرُ پڑھیں گے یا یہ خیال کرتے ہوئے کہ لام کی حرکت عارضی ہے۔ پہلے ہمزہ کو
نہیں گرائیں گے اور اَلْحَمَرُ پڑھیں گے، واؤ اور نار کی مثالیں جَیَلٌ۔ حَوَبَۃٌ
اَبُوَیُّوبَ یَرُمِیَ بَاہٗ ، اصل میں "جَیْئَلٌ حَوْئَبَۃٌ اَبُوْ اَیُّوبَ یَرْمِیْ اَبَاہٗ" تھا۔

س۔ آپ نے تخفیف کے لیے ہمزہ کو گرایا لیکن حروف علت کو متحرک کر دیا حالانکہ حروف علت کو تخفیف کے لیے ساکن کیا جاتا ہے۔

ج۔ ان مقامات پر حروف علت کو متحرک کرنا اس بنیاد پر ہے کہ وہ قوی ہونے کی وجہ سے حرکت کو برداشت کر سکتے ہیں نیز یہ حرکت دائمی نہیں عارضی ہے۔

فائدہ:۔

جب ہمزہ متحرک سے پہلے حرف لین مزید ہو یعنی نہ تو وہ اصلی ہو اور نہ زائد للمعنیٰ ہو تو دیکھیں گے۔ اگر یاء اور واؤ مدہ ہیں یا مدہ کے مشابہ ہیں جیسا کہ یائے تصغیر حرف مدہ کے مشابہ ہوتی ہے تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی جنس کر کے ادغام کر دیا جائے گا جیسے خَطِیَّۃٌ اصل میں خَطِیْئَۃٌ تھا مَقْرُوَّۃٌ، اُفَیِّسٌ اصل میں مَقْرُوْءَۃٌ، اُفَیْئِسٌ تھے۔

س۔ ہمزہ کی حرکت ماقبل حرف علت کو دینا اور ہمزہ کو گرا دینا کیوں اختیار نہیں کیا گیا؟

ج۔ اگر ہمزہ کی حرکت نقل کر کے حرف علت کو دی جاتی تو ضعیف کو حرکت دینا لازم آتا۔

س۔ ضعیف پر حرکت اب بھی لازم آ رہی ہے کیونکہ ادغام کی صورت میں یائے ثانی اور واؤ ثانی متحرک ہوں گے حالانکہ حرف علت ہونے کی وجہ سے یہ ضعیف ہیں؟

ج۔ چونکہ یائے ثانی اور واؤ ثانی حرفِ اصلی یعنی ہمزہ سے بدلے ہوئے ہیں اس لیے یہ اصلی کہلاتے ہیں اور اصلی ہونے کی صورت میں ضعیف نہیں کہلاتے۔ جیسا کہ جَیَلٌ اور یَرُمِیَ بَاہٗ کی یاء اصلی ہے اور اس پر حرکت آ رہی ہے۔

فائدہ:۔

اگر ہمزہ متحرکہ سے پہلے الف ہو تو وہاں بین بین کیا جائے گا کیونکہ الف حرکت کو برداشت نہیں کرتا لہٰذا ہمزہ کی حرکت الف کو دے کر ہمزہ کو گرا دیں یا ہمزہ کو الف سے بدل کر ادغام کریں۔ یہ دونوں صورتیں ناممکن ہیں کیونکہ ادغام کی صورت میں بھی حرکت الف پر آئے گی لہٰذا بین بین کر کے پڑھیں گے جیسا کہ قَائِلٌ، سَائِلٌ۔

س۔ اگر دو ہمزے جمع ہوں تو کیا کریں گے؟

ج۔ اگر دو ہمزے جمع ہو جائیں اور اُن میں سے پہلا مفتوح اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیں گے جیسے اٰجَرَ اور اٰدَمَ اصل میں ءَاْجَرَ اور ءَاْدَمَ اور اگر مضموم ہو تو دوسرے کو واؤ سے بدل دیں گے جیسے اُوْجِرَ اور اُوْدِمَ اور اگر پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدلیں گے جیسے اِیْسِرَ جو اصل میں اِءْسِرَ تھا۔

س۔ ہمزہ ساکن سے پہلے متحرک ہمزہ کی صورت میں دوسرا ہمزہ الف سے بدلتا ہے۔ لیکن اَئِمَّۃٌ میں یہ صورت کیوں اختیار نہیں کی گئی؟

ج دوسرے ہمزہ کو الف سے تو بدلا جاتا ہے لیکن پھر اس الف کو یاء سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو کسرہ دیتے ہیں۔ اس طرح اَیِمَّۃٌ بن جاتا ہے اصل میں یہ لفظ اَءْمِمَۃٌ تھا پہلے میم کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا پھر دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل کر الف کو یاء سے بدل دیا اور یاء کو کسرہ دے دیا کیونکہ یاء بھی ساکن اور میم مدغم بھی ساکن ہے۔ اب اَیِمَّۃٌ ہو گیا یہ نظریہ بصریوں کا ہے۔ کوفیوں کے نزدیک دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا جائے گا (تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے) بلکہ میم کی حرکت ہمزہ کو دے کر میم کا میم میں ادغام کریں گے اور دونوں ہمزوں کو برقرار رکھتے ہوئے اَئِمَّۃٌ پڑھیں گے۔

س۔ آپ نے اجتماع ساکنین کی وجہ سے اَئِمَّۃٌ کے دوسرے ہمزہ کو الف سے نہیں بدلا لیکن یہاں اجتماعِ ساکنین جائز ہے کیونکہ یہ اجتماع ساکنین "فی حدہما" ہے یعنی پہلا ساکن مدہ اور دوسرا مدغم ہے لہٰذا دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلنا چاہیے تھا۔

ج۔ یہاں ہمزہ جو الف سے بدل جاتا اور "آمَّۃٌ" ہو جاتا۔ اس صورت میں یہ الف مدہ نہیں ہے کیونکہ الف مدہ یا تو کسی حرف سے بدلا ہوا نہیں ہوتا یا واؤ اور یاء سے بدلا ہوتا ہے لہٰذا یہ اجتماع ساکنین فی حدہما نہیں ہو سکتا تھا۔

س۔ "کُلْ خُذْ مُرْ" جو اصل میں اُؤْکُلْ، اُءْخُذْ، اُءْمُرْ تھے یہاں قانون کے مطابق ہمزہ کو واؤ سے بدلنا اور اُوْکُلْ اُوْخُذْ اُوْمُرْ پڑھنا چاہیے تھا لیکن آپ نے دونوں ہمزوں کو گرادیا کس قانون کے تحت؟

ج۔ یہ شاذ ہے۔

س۔ یہ قواعد اس صورت سے متعلق ہیں جب دونوں ہمزے ایک کلمہ میں ہوں اگر وہ دو کلموں میں ہوں تو کیا طریق کار اختیار کیا جائے گا؟

ج۔ اگر دونوں ہمزے دو کلموں میں ہوں یعنی ایک ہمزہ پہلے کلمہ کے آخر میں اور دوسرا ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو تو یہاں تین طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔

(۱) دوسرے ہمزہ کو گرادیں گے۔ جیسے قَدْ جَاءَ شَرَاطُهَا جو اصل میں قَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا تھا یہ خلیل کا مذہب ہے۔

(۲) دونوں ہمزوں کو گرادیں گے جیسے قَدْ جَاشْرَاطُهَا یہ اہل حجاز کا مسلک ہے۔

(۳) دونوں ہمزوں کے درمیان الف فاصل لائیں گے جیسے ءَاَنْتَ ظَبْيَةٌ اُمْ اُمُّ سَالِمٍ میں شروع میں پائے جانے والے دونوں ہمزوں کے درمیان الف پڑھا جائے گا البتہ لکھنے میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ تین الف جمع ہونا مکروہ ہے۔

فائدہ:

کلمہ کے شروع میں پائے جانے والے ہمزہ کو حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ ابتداء میں متکلم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہٰذا تخفیف کی ضرورت نہ ہوگی۔

س۔ آپ کا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ اُنَاسٌ کے شروع سے ہمزہ کو حذف کر کے نَاسٌ پڑھتے ہیں؟

ج۔ یہ شاذ ہے۔ اسی طرح لفظ اللہ کے شروع کا ہمزہ بطور شاذ حذف کیا گیا ہے کیونکہ یہ اصل میں اِلَاہٌ تھا حذف ہمزہ کے بعد لَاہٌ رہ گیا پھر الف لام داخل کیا تو اَللَاہُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا تو "اَللّٰہُ" ہو گیا لیکن بعض لوگوں کے نزدیک شروع سے ہمزہ گرایا ہی نہیں گیا کیونکہ اصل "اَلْاِلٰہ" تھا۔ دوسرا ہمزہ گرادیا اور اس کی حرکت لام کو دی اَللَاہُ ہو گیا۔ اب لام کا لام میں ادغام کیا تو "اَللّٰہُ" ہو گیا۔

"اَلْاِلٰہُ" میں ہمزہ کی حرکت لام کی طرف منتقل کرنا ایسے ہی ہے جیسے یَرٰی میں جو اصل میں یَرْءَیُ تھا ہمزہ کی حرکت راء کو دے دی۔

س۔ "یَرٰی" اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کس صورت میں ہوئی؟

ج۔ یری اصل میں یَرْءَیُ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر ہمزہ کو ساکن کردیا گیا اب تین ساکن اکٹھے ہو گئے۔ (۱) راء۔ (۲) ہمزہ اور (۳) الف ہمزہ کو گرادیا اور چونکہ اب اجتماع ساکنین ہو گیا لہٰذا ہمزہ والی حرکت راء کو دے دی یَرٰی ہو گیا۔

س۔ "یَرٰی" میں دو تعلیلیں ہوئیں۔ حذف اور بدل تو الیٔ اعلالین کہلاتا ہے جو منع ہے؟

ج۔ یہاں خلاف قیاس توالیٔ اعلالین کو جائز قرار دیا گیا اور یہ شاذ ہے لیکن

اس کے باوجود فصیح ہے کیونکہ شاذ فصاحت کے خلاف نہیں ہے۔

س۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے یار کو الف سے بدلا گیا اور بعد میں ہمزہ کو حذف کیا گیا اس کا الٹ ہو جاتا تو کیا حرج تھا؟

ج۔ چونکہ یار طرف میں واقع تھی اور طرف میں اعلال پہلے ہوتا ہے اور اگر یہ اعلال پہلے نہ ہوتا اور ہمزہ کو پہلے حذف کر دیا جاتا، تو اب یار کو الف سے نہیں بدلا جا سکتا تھا کیونکہ اب یار کا ماقبل ساکن ہوتا مفتوح نہ ہوتا۔ یَرٰی میں یہ تخفیف واجب ہے کیونکہ یہ صیغہ کثیر الاستعمال ہے لیکن اس کے دوسرے ہم جنس صیغوں مثلاً رَأٰی وغیرہ میں تخفیف واجب نہیں ہے کیونکہ ان کا استعمال زیادہ نہیں حالانکہ وہاں تخفیف کا سبب پایا جاتا ہے یعنی حرف علت اور ہمزہ کا فعل ثقیل میں جمع ہونا۔

س۔ کوئی ایسی مثالیں بتائیں جہاں ان شرائط کے باوجود محض کثرت استعمال نہ ہونے کی وجہ سے ہمزے کا حذف واجب نہیں؟

ج۔ یَنْأٰی یَسْئَلُ اور مُرْأَیٌ میں حرف علت اور ہمزہ جمع ہیں لیکن حذف واجب نہیں۔

س۔ "یَرَوْنَ" میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

ج۔ "یَرَوْنَ" کا حکم بھی یَرٰی کی طرح ہے یعنی یَرَوْنَ اصل میں "یَرْأَیُوْنَ" تھا یار متحرک ماقبل مفتوح یار کو الف سے بدلا اور ہمزہ کو ساکن کر کے گرا دیا اور اس کی حرکت رار کو دے دی لیکن یار سے بدلا ہوا الف گرا دیا جائے گا کیونکہ الف اور واؤ دو ساکن جمع ہونے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے۔ البتہ یَرٰی میں جو الف یار سے بدل کر آیا ہے وہ حذف نہیں ہوگا۔

س۔ "یَرَیَانِ" میں یار متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا اسے الف سے بدلنا چاہیے تھا

تو کیوں نہیں بدلا گیا؟

ج۔ یار کی حرکت عارضی ہے۔ نیز اگر اسے الف سے بدل دیا جائے تو اجتماع ساکنین لازم آئے گا یعنی تثنیہ کا الف اور یار سے بدلا ہوا الف جمع ہو جائیں گے اور یہ دونوں ساکن ہوں گے اور جب اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو گرایا جائے تو نفی تاکید بلن اور حرف جزم داخل ہونے کی صورت میں واحد کے صیغے سے التباس لازم آئے گا۔ لہٰذا تثنیہ کے صیغے سے یار کو حذف نہیں کریں گے۔

س۔ تَرَیِنَّ اصل میں کیا تھا اور اس کی تعلیل کیسے ہوئی؟

ج۔ "تَرَیِنَّ" صیغہ واحد مونث حاضر اصل میں "تَرْأَیِیْنَ" تھا۔ ہمزہ کو ساکن کر کے گرا دیا اور اس کی حرکت رار کو دے دی۔ تَرَیِیْنَ ہو گیا۔ اب یار متحرک ماقبل مفتوح یار کو الف سے بدلا تو الف اور یار دو ساکن جمع ہونے کی وجہ سے الف کو گرا دیا۔ تَرَیْنَ ہو گیا۔

س۔ واحد مونث حاضر اور جمع مونث حاضر کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہیں فرق کیسے ہوگا۔

ج۔ بظاہر واحد مونث حاضر اور جمع مونث حاضر دونوں [illegible] کے لیے تَرَیْنَ کا صیغہ استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں تقدیری فرق [illegible] ہے کیونکہ واحد مونث حاضر کے صیغہ میں نون اعرابی ہے اور جمع [illegible] مونث حاضر میں نون ضمیر کا ہے۔ اسی طرح تَرَیْنَ کی یار واحد مونث [illegible] حاضر کی ضمیر ہے جبکہ جمع مونث حاضر میں یہ یار حرف اصلی ہے شرط رکھ [illegible] موقع پر جب "تَرَیْنَ" کے آخر میں نون ثقیلہ داخل کیا جائے تو علامت جزم کے طور پر نون اعرابی گر جائے گا اور یائے تانیث کو کسرہ دیا جائے گا تاکہ ہر قسم کے نون تاکید کے ساتھ اس کی موافقت ہو جائے جیسا کہ اِخْشَیِنَّ میں

یاء کو کسرہ دیا گیا۔ مثال فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا

س۔ رَیَا میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا یاء کو الف سے بدلنا چاہیے تھا۔ کیوں نہیں بدلا گیا؟

ج۔ چونکہ رَیَا تَرَیَانِ کے تابع ہے اور تَرَیَانِ میں یاء کو الف سے نہیں بدلا گیا جس کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے۔ لہٰذا "رَیَا" میں بھی الف سے نہیں بدلا گیا واحد مذکر حاضر امر کا صیغہ "رَ" ، اِرْءَیْ سے بنتا ہے سکون کی وجہ سے یاء کو گرا دیا۔ اور ہمزہ کی حرکت راء کو دے کر ہمزہ کو بھی حذف کر دیا راء کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلا ہمزہ

نوٹ :۔ امر با نون ثقیلہ میں یاء واپس آجائے گی کیونکہ سکون باقی نہیں رہے گا جیسے رَیَنَّ۔

س۔ با نون ثقیلہ یا خفیفہ کی صورت میں جمع کی واو بھی گر جاتی ہے رُوُنَّ میں کیوں نہیں گرائی گئی ہے؟

ج۔ یہ واوٴ اس وقت گرتی ہے جب اس سے پہلے ضمہ ہو جیسے اُغْزُوُنَّ اور اُرْمُوُنَّ کے واوٴ کو گرا کر اُغْزُنَّ اور اُرْمُنَّ پڑھتے ہیں۔

س۔ اسم فاعل راءٍ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں کیا گیا۔

ج چونکہ اس کے فعل یَرٰی میں ہمزہ کو غیر قیاسی طور پر محض اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا لہٰذا اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم مکان وغیرہ میں اس کو حذف نہیں کیا جائے گا۔

بعض نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ چونکہ اس کا ماقبل الف ہے اور وہ حرکت کو قبول نہیں کرتا البتہ اسے تَسَاءَلُ یَتَسَاءَلُ کی طرح بین بین کر کے پڑھ سکتے ہیں۔

نوٹ :۔ ہمزہ کے مخرج اور ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین کہلاتا ہے۔

س۔ اسم مفعول مَرْئِیٌّ کی تعلیل واضح کریں اور ہمزہ کو حذف نہ کرنے کی وجہ لکھیں۔

ج۔ اسم مفعول اصل میں مَرْءُوْیٌ تھا، واوٴ اور یاء جمع ہوئے ان میں سے پہلا ساکن ہے لہٰذا واوٴ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا مَرْءُیٌّ ہو گیا اب یاء کی مناسبت سے ہمزہ کو کسرہ دیا تو مَرْئِیٌّ ہو گیا۔

یہاں ہمزہ کو حذف نہ کرنے (یعنی حذف واجب نہ ہونے) کی وجہ وہی ہے جو اسم فاعل کے ضمن میں ذکر کی گئی کہ چونکہ اس کے فعل میں ہمزہ کو غیر قیاسی طور پر حذف کیا گیا۔ لہٰذا یہاں بطور واجب حذف نہیں کیا جاتا۔

س۔ جب راءٍ اسم فاعل میں ہمزہ حذف نہیں ہوا تو مُرِیٌّ جو اصل میں مُرْءِیٌ تھا، میں ہمزہ کو کیوں حذف کیا گیا؟

ج۔ اس لیے کہ اس کی ماضی اور مضارع وغیرہ سب میں ہمزہ حذف کیا گیا لہٰذا وہ اسے بھی اپنے پیچھے لائے جبکہ مجرد (رؤیۃ) کے اسم مفعول میں ہمزہ اس لیے حذف نہیں کیا گیا کہ وہاں صرف مضارع میں ہمزہ حذف ہوا تھا گویا اس میں اسم مفعول کو اپنے پیچھے لانے والے کثیر نہیں ہیں۔

س۔ جب باب افعال (اَرٰی یُرِیْ اِرَاءَۃً) کے اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف اور اسم آلہ میں ہمزہ حذف کیا جاتا ہے تو ثلاثی مجرد میں بھی حذف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ج۔ جی ہاں! باب افعال پر قیاس کرتے ہوئے اس باب میں بھی ان مقامات میں ہمزہ حذف کیا جا سکتا ہے لیکن حذف کے ساتھ یہ صیغے مستعمل نہیں ہیں۔

نوٹ: مہموز الفاء سے پانچ باب آتے ہیں۔ مہموز العین سے تین اور مہموز اللام سے چار باب آتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مہموز الفاء، حَسِبَ یَحْسِبُ کے علاوہ باقی چاروں بابوں سے آتا ہے۔

مہموز العین :۔ فَتَحَ یَفْتَحُ ، سَبِحَ یَسْمَحُ اور کَرُمَ یَکْرُمُ سے آتا ہے۔

مہموز اللام :۔ ضَرَبَ یَضْرِبُ ، سَمِعَ یَسْمَعُ ، حَسِبَ یَحْسِبُ اور کَرُمَ یَکْرُمُ سے آتا ہے۔

س۔ کیا مضاعف اور مہموز اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

ج۔ مضاعف میں صرف مہموز الفاء ہوتا ہے جیسے اَنَّ یَانُّ

س۔ کیا معتل اور مہموز اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

ج۔ جی ہاں ایک فعل یا اسم معتل اور مہموز دونوں ہو سکتا ہے لیکن اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثال مہموز الفاء نہیں ہو سکتی اجوف مہموز العین نہیں ہو سکتا اور ناقص مہموز اللام نہیں ہو سکتا۔ یعنی جس جگہ حرف علت ہوگا وہاں ہمزہ نہیں ہوگا اسی طرح لفیف مقرون میں صرف فاء کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو سکتا ہے اور لفیف مفروق میں صرف عین کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو سکتا ہے۔

س۔ ہمزہ لکھنے کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

ج۔ اگر ہمزہ شروع میں ہو تو ہر حال میں الف کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے اَبٌ ، اُمٌّ ، اِبِلٌ۔ کیونکہ الف خفیف ہوتا ہے اور ابتداء میں حرکت ڈالنے کے سلسلہ میں کاتب قوی ہوتا ہے۔

٢۔ ہمزہ درمیان میں ہو اور ساکن ہو تو اس صورت میں ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی شکل میں لکھا جائے گا جیسے رَاْسٌ ، لُؤْمٌ ، ذِئْبٌ وغیرہ۔

٣۔ ہمزہ درمیان میں ہو اور ساکن ہو تو اس صورت میں ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے سَاَلَ ، لَؤُمَ ، سَئِمَ ، سُئِلَ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ اس کی اپنی حرکت کا علم ہو جائے۔

٤۔ ہمزہ کلمہ کے آخر میں ہو تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی شکل میں لکھا جائے گا اس کی اپنی حرکت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ حرکت طرفیہ عارضی ہے۔ مثلاً قَرَأَ ، جَرُؤَ ، فَتِئَ وغیرہ۔

٥۔ ہمزہ آخر میں ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو اس صورت میں کسی بھی حرف کی شکل میں نہیں لکھا جائے گا کیونکہ ہمزہ کی اپنی حرکت عارضی ہے اور ماقبل ساکن ہے مثلاً خَبْءٌ ، دِفْءٌ اور بُرْءٌ۔

ان مثالوں میں ہمزہ کی علامت لکھی گئی ہے کیونکہ یہ ہمزہ کی اصلی شکل نہیں ہے۔ وہ حروف لین کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

چوتھا باب:
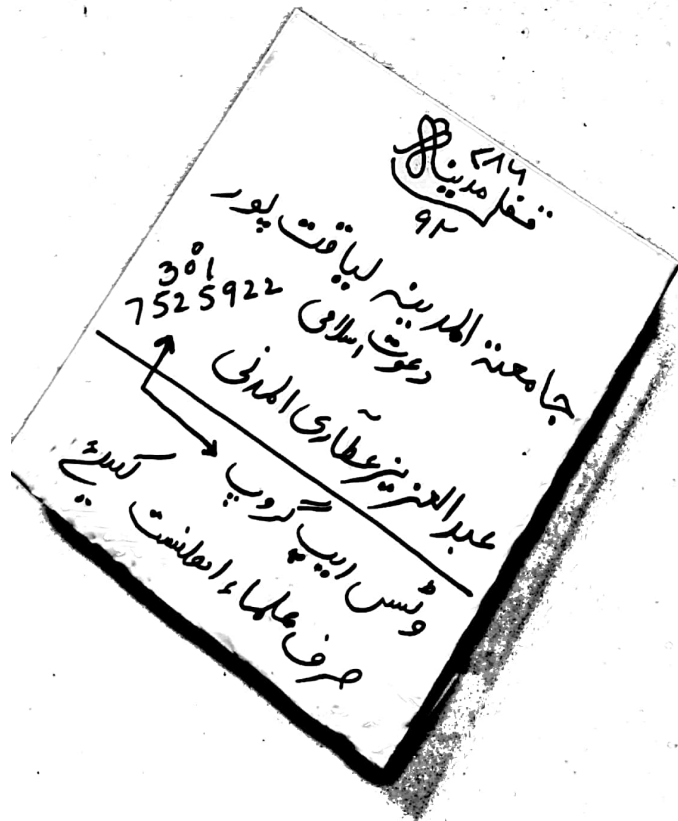
مثال کا بیان

س۔ مثال کی وجہ تسمیہ لکھیں؟
ج ۱۔ چونکہ معتل الفاء کی ماضی صحیح کی ماضی کی طرح ہوتی ہے یعنی اس میں تعلیل نہیں ہوتی اسی مماثلت کی وجہ سے اسے مثال کہتے ہیں۔
۲۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا امر اجوف کے امر کی مثل ہوتا ہے جیسے زَانَ یَزِیْنُ اور وَزَنَ یَزِنُ سے امر کا صیغہ "زِنْ" آتا ہے گویا معتل الفاء کا امر اجوف کے امر کی مثل ہے اسی مثلیت کی بنا پر اسے مثال کہتے ہیں۔

س۔ مثال کتنے اور کون کون سے بابوں سے آتا ہے؟
ج۔ مثال پانچ بابوں سے آتا ہے صرف فَعَلَ یَفْعُلُ سے نہیں آتا البتہ بنو عامر کی لغت میں "وَجَدَ یَجُدُ" "فَعَلَ یَفْعُلُ" سے آتا ہے ان کے نزدیک یَوْجُدُ سے واؤ کو گرایا گیا کیونکہ واؤ بھی ثقیل ہے اور اس کے بعد والے حرف پر ضمہ بھی ثقیل ہے لیکن دوسرے لوگ اس لغت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے اس کا اعتبار نہیں کرتے اور یَعِدُ کی اتباع میں واؤ کو حذف کرتے ہیں اگرچہ وہ قاعدہ یہاں نہیں پایا جاتا یعنی واؤ، یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوتی۔

س۔ کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء واقع ہو تو ان کا کیا حکم ہے؟
ج۔ کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء کا حکم وہی ہے جو حرف صحیح کا ہے یعنی تعلیل نہیں

ہوگی جیسے وَعَدَ وُعِدَ، وَقْرٌ اور یُنْعٌ وغیرہ۔

س۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ان حروف کے حرف علت ہونے کے باوجود تعلیل نہیں ہوتی؟
ج۔ اس کی دو وجوہات ہیں (۱) چونکہ ابتداء میں متکلم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ ثقل محسوس نہیں کرتا (۲) اعلال کی تین صورتیں ہیں۔ ۱۔ ساکن کرنا ۲۔ دوسرے حرف علت سے بدلنا ۳۔ حذف کرنا۔ یہ تینوں یہاں ناممکن ہیں کیونکہ سکون کی صورت میں ساکن سے ابتداء محال ہے اور اگر دوسرے حرف علت سے بدلا جائے تو وہ بھی عام طور پر ساکن ہوتا ہے لہٰذا اس صورت میں بھی ساکن سے ابتدا لازم آئے گی اور اگر اسے حذف کر دیا جائے تو ثلاثی مجرد میں قدر صالح سے حرف کم ہو جائیں گے اور ثلاثی مزید فیہ میں اگرچہ حروف کم نہیں ہوتے لیکن ثلاثی مجرد کی اتباع کی جائے گی۔

س۔ حرف علت کو گرا کر اس کی جگہ تاء کو لایا جا سکتا ہے جس طرح مصدر میں کیا گیا ہے۔
ج۔ تاء لانے کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتوں میں التباس لازم آتا ہے اگر شروع میں تاء لائی جائے تو مضارع سے التباس لازم آئے گا اور اگر آخر میں لائی جائے تو مصدر سے التباس لازم آئے گا۔

س۔ آپ کے بیان کردہ ضابطہ کے مطابق مصدر کے شروع میں تاء لگانے سے مضارع سے التباس لازم آتا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ تُکْلَانٌ میں تاء مصدر کے شروع میں لگائی گئی ہے؟
ج۔ یہاں مضارع کے ساتھ التباس کا کوئی ڈر نہیں کیونکہ مضارع اس وزن پر نہیں آتا۔

س۔ کیا مصدر کے آخر میں لائی گئی تاء کو حذف کیا جاسکتا ہے؟

ج۔ سیبویہ کے نزدیک مصدر کے آخر میں لائی گئی تائے عوض کو حذف کرنا جائز ہے جیسا کہ ایک شعر میں "واخلفوک عِدَ الامر الذی وعدوا" یہاں پر عِدَالامر میں عِدَۃٌ کی تا کو گرایا گیا۔ سیبویہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی حرف کے عوض میں حرف لانا جائز ہے۔ واجب نہیں۔ لیکن فرّاء کے نزدیک حرف معوض بہ کو حذف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ حرف اصلی کے عوض میں آتا ہے۔ سیبویہ کی طرف سے پیش کی گئی مثال کا جواب فرّاء نے یوں دیا ہے کہ اضافت میں حرف عوض کو گرا سکتے ہیں کیونکہ مضاف الیہ اس حرف کا قائم مقام ہوجاتا ہے الاقامۃُ، والاستقامۃُ اور اس کی مثل صیغوں میں یہی حکم ہوگا یعنی اضافت کی وجہ سے عوض میں لایا گیا حرف گر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اقامۃ الصلوٰۃ کی بجائے اِقَام الصلوٰۃ آتا ہے۔

س۔ "مَوْعَدَتٌ" میں ادغام کیوں کیا گیا؟

ج۔ وَعَدْتُّ میں چونکہ دال اور تاء قریب المخرج ہیں اس لیے دال کو تا سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے۔

س۔ "یَعِدُ" کی تعلیل بیان کریں؟

ج۔ یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ تھا یاء کسرہ تقدیری ہے واؤ ضمہ تقدیری ہے اور اس کے بعد عین کے نیچے کسرہ حقیقی ہے چونکہ کسرہ تقدیری سے ضمہ تقدیری اور ضمہ تقدیری سے کسرہ حقیقی کی طرف خروج لازم آتا تھا اور عرب اسے ثقیل سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ فِعُلٌ اور فُعِلٌ کے وزن پر کوئی لغت نہیں آتی سوائے حِبُکٌ اور دُئِلٌ کے۔ لہٰذا واؤ کو گرا دیا۔

س۔ تَعِدُ اور اس کے اخوات میں یہ ثقل نہیں تھا پھر کیوں واؤ کو حذف کیا گیا؟

ج۔ محض یَعِدُ کی اتباع کرتے ہوئے۔

س۔ "یَضَعُ" میں واؤ کو کیوں حذف کیا۔ جب کہ یہاں عین کلمہ مکسور نہیں بلکہ مفتوح ہے۔

ج۔ یَضَعُ اصل میں "یَوْضِعُ" تھا عین کلمہ مکسور تھا لہٰذا "یَعِدُ" کی طرح یہاں بھی واؤ کو گرا دیا اب "یَضِعُ" ہوگیا۔ چونکہ کسرہ بھی ثقیل ہے اور عین حرف حلقی بھی ثقیل ہے۔ لہٰذا اس ثقل کو دور کرنے کے لیے کسرہ کو فتحہ سے بدلا تو یَضَعُ ہوگیا۔

س۔ یُوْعِدُ میں واؤ کو حذف کیوں نہیں کرتے؟

ج۔ یُوْعِدُ جو اصل میں "یُؤَوْعِدُ" تھا اس میں واؤ کو حذف نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ یہاں وہ سبب نہیں پایا گیا جو یَوْعِدُ میں تھا یعنی واؤ، یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوئی۔

اسم آلہ مِیْعَدٌ اصل میں مِوْعَدٌ تھا واؤ کسرہ کے بعد واقع ہوئی اسے یاء سے بدل دیا کیونکہ عربوں کے ہاں کسرہ اور واؤ ساکن کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو تو پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے قِنْیَۃٌ اصل میں قِنْوَۃٌ تھا کسرہ اور واؤ کے درمیان نون کی رکاوٹ تھی پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیا تو یہاں درمیان میں رکاوٹ بھی نہیں لہٰذا بدرجہ اولیٰ واؤ کو یاء سے بدلا جائیگا۔

باب پنجم

اجوف کا بیان

س۔ اجوف کے اور کون کون سے نام ہیں نیز ان کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

ج۔ اجوف کے تین نام ہیں (۱) اجوف (۲) معتل العین اور (۳) ذو ثلاثہ۔ اسے اجوف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا عین کلمہ (یعنی درمیان والا کلمہ) حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے، معتل عین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا عین کلمہ حرف علت ہوتا ہے اور اسے ذو ثلاثہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ماضی متکلم میں اس کے تین حرف ہو جاتے ہیں مثلاً قُلْتُ، بِعْتُ وغیرہ۔

نوٹ:۔ اگرچہ ماضی مخاطب میں بھی تین حرف ہوتے ہیں لیکن چونکہ کلام متکلم سے شروع ہوتا ہے اس لیے صاحب کتاب نے صرف متکلم کا ذکر کیا ورنہ متکلم کی تخصیص نہیں ہے۔

س۔ اجوف کتنے اور کون کون سے بابوں سے آتا ہے؟

ج۔ اجوف تین بابوں سے آتا ہے۔

(۱) فَعَلَ یَفْعُلُ (قَالَ یَقُوْلُ)

(۲) فَعَلَ یَفْعِلُ (بَاعَ یَبِیْعُ)

(۳) فَعِلَ یَفْعَلُ (خَافَ یَخَافُ)

س۔ طَالَ یَطُوْلُ (طَوُلَ یَطْوُلُ) باب فَعُلَ یَفْعُلُ سے آتا ہے اور

بھی اجوف ہے لہٰذا آپ کا بیان کردہ قاعدہ صحیح نہیں؟

ج۔ یہ صرف بنو تمیم کی لغت ہے (لہٰذا شاذ ہے)

س۔ تعلیل کے سلسلے میں بعض صرفیوں نے ایک جامع قاعدہ بیان کیا ہے اس کی وضاحت کیجیے؟

ج۔ بعض صرفیوں نے اعلال کے باب میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جس کی رعایت سے تعلیل کے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں وہ قاعدہ یہ ہے۔ فاء کلمہ کے علاوہ جہاں بھی حرف علت واقع ہو اس میں تعلیل کی سولہ صورتیں بنتی ہیں کیونکہ حروف علت میں چار طریقے ہوں گے فتحہ، ضمہ، کسرہ اور سکون نیز حرف علت سے ماقبل حرف میں بھی یہی چار صورتیں ہوں گی اس طرح چار کو چار سے ضرب دیں تو سولہ صورتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی جب حرف علت ساکن ہو اور اس کا ماقبل بھی ساکن ہو تو اسے چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اس سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے۔ باقی پندرہ صورتیں رہ گئیں۔

پہلی چار صورتیں:

حرف علت، ساکن، مفتوح، مکسور یا مضموم ہو اور اس سے پہلا حرف مفتوح ہو جیسے قَوْلٌ، بَیَعَ، خَوِفَ، طَوُلَ۔ ان میں سے پہلی صورت یعنی قَوْلٌ میں تعلیل نہیں ہو گی کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حرف علت ساکن ہو تو اسے ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق حرف علت سے بدل دیتے ہیں اس لیے کہ ساکن کی طبیعت میں ضعف ہوتا ہے اور ماقبل کا تقاضا ہوتا ہے کہ اسے بدل دیا جائے جیسے مِیْزَانٌ اصل میں مِوْزَانٌ تھا البتہ حرف علت ساکن سے پہلے والا حرف مفتوح ہو تو حرف علت کو نہیں بدلا جائے گا کیونکہ فتحہ ضعیف ہوتا ہے لیکن بعض لوگوں کے نزدیک بدلنا جائز ہے جیسے قَوْلٌ کو قَالٌ پڑھا جائے۔

Scanned by CamScanner

س۔ آپ کا بیان کردہ قاعدہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اَغْزَوْتُ میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے اس کے باوجود واؤ کو یاء سے بدل کر "اَغْزَیْتُ" پڑھتے ہیں؟

ج۔ اس میں واؤ کا بدلنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے بلکہ "یُغْزِیْ" کی اتباع میں واؤ کو یاء سے بدلا گیا۔

س۔ "کَیْنُوْنَۃٌ" اصل میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح "کَوْنُوْنَۃٌ" تھا۔ آپ نے واؤ کو یاء سے بدل دیا، کیوں؟

ج۔ خلیل کے نزدیک یہ اصل میں "کَوْیَنُوْنَۃٌ" تھا۔ واؤ کو یاء سے بدلا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا۔ بعدازاں تخفیف کی غرض سے ایک یاء کو گرا دیا۔ "کَیْنُوْنَۃٌ" ہوگیا۔ جیسے "مَیِّتٌ" اصل میں "مَیْوِتٌ" تھا۔ واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا "مَیِّتٌ" ہوگیا۔ یہاں بھی تخفیف کی خاطر یاء کو گرانا جائز ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک کَیْنُوْنَۃٌ اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ تھا۔ کاف کو فتحہ دے دیا تاکہ صَیْرُوْرَۃٌ، غَیْبُوْبَۃٌ، قَیْلُوْلَۃٌ جیسے مصادر میں یاء کو واؤ سے نہ بدلنا پڑے پھر یائی مصادر کی اتباع کرتے ہوئے کَوْنُوْنَۃٌ کی واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ "کَیْنُوْنَۃٌ" ہوگیا۔

س۔ یائی مصادر کی اتباع کیوں ضروری سمجھی گئی؟

ج۔ چونکہ یائی مصادر کثیر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ واوی مصادر کے صرف چند الفاظ ہیں کَیْنُوْنَۃٌ، دَیْمُوْمَۃٌ، سَیْدُوْدَۃٌ، هَیْعُوْعَۃٌ اس لیے یائی کی اتباع کی گئی۔

ابن جنی نے آخری تین یعنی بَیْعَ، خَوِفَ، طُوْلَ کے بارے میں کہا ہے کہ حرف علت کو بدلنے کے لیے پہلے اُسے ساکن کرنا پڑے گا تاکہ اس میں تخفیف پائی جائے اور پھر ماقبل کے فتحہ کے تقاضا کے مطابق اسے الف سے بدل دیا جائیگا لیکن اس قلب کے لیے سات شرطیں ہیں۔

۱۔ حرف علت فعل میں ہو یا ایسے اسم میں ہو جو فعل کے وزن پر ہو۔

۲۔ اس کی حرکت عارضی ہو۔

۳۔ ماقبل کا فتحہ سکون کے حکم میں نہ ہو۔

۴۔ کلمہ کے معنیٰ میں اضطراب نہ ہو۔

۵۔ اس میں دو تعلیلیں جمع نہ ہوں۔

۶۔ مضارع میں دو حرف علت ملے ہوئے نہ ہوں۔

۷۔ اسے اصل پر دلالت کرنے کے لیے بغیر تعلیل کے نہ چھوڑا گیا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ قَالَ جیسے صیغوں میں جو اصل میں قَوَلَ تھا اور دَارٌ میں جو اصل میں دَوَرٌ تھا تعلیل ہوتی ہے کیونکہ ان میں شرائط مذکورہ پائی جاتی ہیں۔

س۔ دِیَارٌ، قِیَامٌ اور سِیَاطٌ اسم ہیں اور وزن فعل پر بھی نہیں ہیں۔ اس کے باوجود ان میں تعلیل کیوں کی گئی جبکہ ان کی اصل دِوَارٌ، قِوَامٌ اور سِوَاطٌ ہے؟

ج۔ دِیَارٌ میں واحد کی اتباع میں تعلیل کی گئی قِیَامٌ میں فعل کی اتباع کی گئی اور سِیَاطٌ میں واحد کی اتباع کی گئی یعنی اگرچہ یہ اسماء نہ فعل ہیں اور نہ فعل کے وزن پر ہیں لیکن متابعت کی وجہ سے تعلیل ہوئی سَوْطٌ کی واو ساکن ہونے کی وجہ سے دَارٌ کے الف کے مشابہ ہے۔

س۔ اَلْحَوَکَۃُ، اَلْخَوَنَۃُ، جَیَدٰی، صُوَرٰی ایسے اسم ہیں جو فعل کے وزن پر ہیں یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

ج۔ آخر میں علامت تانیث آنے کی وجہ سے یہ وزن فعل سے نکل گئے۔

س۔ دَعَوُا الْقَوْمَ میں دَعَوُا فعل ہے یہاں تعلیل کیوں ہوئی؟

ج۔ یہاں حرکت عارضی ہے جیسا کہ عَوِرَ اور اِجْتَوَرَ میں حرف علت کی حرکت عارضی ہے کیونکہ عَوِرَ کی عین اَعْوَرَ کی عین کے حکم میں ہے اور "اِجْتَوَرَ"

کی واؤ "تجاوُز" کے الف کے حکم میں ہے اور یہ دونوں یعنی اَعْوَدَ کی عین اور تجاوُز کا الف ساکن ہیں۔

س۔ حَیَوَانٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

ج۔ حَیَوَانٌ میں تعلیل اس لیے نہیں ہوئی تاکہ اس کی حرکت اس کے اضطراب معنیٰ پر دلالت کرے۔

س۔ "مَوَتَانِ" میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے حالانکہ حرف علت متحرک ماقبل مفتوح ہے؟

ج۔ "مَوَتَانِ" میں تعلیل اس لیے نہیں کی گئی کہ اسے "حَیَوَانٌ" پر محمول کیا گیا کیونکہ وہ اس کی نقیض ہے اور اہل عرب نقیضین کو ایک دوسرے پر محمول کرتے ہیں۔

س۔ طَوَیَا میں تعلیل کرکے واؤ کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟

ج۔ طَوَیَا کی واؤ میں اس لیے تعلیل نہیں کی گئی کہ دو اعلال جمع نہ ہوں جائیں کیونکہ پہلے یاء کو الف سے بدلا گیا ہے۔ "طَوَیَا" میں اگرچہ دو اعلال جمع نہیں ہوتے لیکن طویٰ پر محمول کرتے ہوئے اس میں تعلیل نہیں کرتے۔

س۔ حَیِیَ میں تعلیل کرکے یاء کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟

ج۔ حَیِیَ میں پہلی یاء کو اس لیے نہیں بدلا کہ اس صورت میں حَایَ بن جاتا اور پھر مستقبل میں یُحَایُ ہوکر آخر میں ضمہ آجاتا اور ناقص مُضارِع کے آخر میں ضمہ نہیں آتا۔ اور دوسری یاء کا ماقبل مفتوح نہیں۔

س۔ قَوَدٌ میں تعلیل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ حرف علت متحرک ماقبل مفتوح ہے؟

ج۔ اسے اصل پر دلالت کرنے کے لیے تعلیل کے بغیر چھوڑا گیا۔

دوسری چار صورتیں:

جب حرف علت کا ماقبل مضموم ہو جیسے مُیْسِرٌ، بُیِعَ یَغْزُوُ۔ لَنْ یَدْعُوَ۔
پہلی صورت میں یاء کو ماقبل ضمہ کی وجہ سے واؤ سے بدل دیا جائے گا جیسے مُیْسِرٌ سے مُوْسِرٌ ہو جائے گا۔

دوسری صورت میں یاء کو آسانی کے لیے ساکن کرکے پھر اُسے واؤ سے بدلیں گے کیونکہ اس کا ماقبل مضموم ہے اور ساکن کی طبیعت میں نرمی ہوتی ہے یہ بُوْعَ ہو جائے گا یا یاء کی مناسبت سے باء کو کسرہ دیں گے۔ تیسری صورت میں تخفیف کی غرض سے حرف علت کو ساکن کر دیا جائے گا جیسے یَغْزُوْ۔
چوتھی صورت میں چونکہ حرف علت پر فتحہ ہے اور فتحہ خفیف حرکت ہوتی ہے لہٰذا تعلیل نہیں ہوگی۔ لَنْ یَدْعُوَ پڑھیں گے جیسے غُیَبَةٌ اور نُوَمَةٌ میں تعلیل نہیں ہوتی۔

تیسری چار صورتیں:

جب حرف علت کا ماقبل مکسور ہو جیسے مِوْزَانٌ۔ دَاعِوَةٌ، دُعِیُوْا، تَوْمِیْنَ۔
پہلی صورت میں واؤ ساکن ماقبل مکسور ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدلیں گے تو مِیْزَانٌ ہو جائے گا۔

دوسری صورت میں حرف علت کے مفتوح ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں کمزوری پائی گئی اور ماقبل مکسور ہے جو اس کی تبدیلی کو چاہتا ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدلا دَاعِیَةٌ ہوگیا۔

س۔ دِوَلٌ میں حرف علت مفتوح ماقبل مکسور ہے۔ اسے یاء سے کیوں نہیں بدلا؟

ج۔ وہ اسماء جو کسی فعل سے مشتق نہیں ہیں ان کے خفیف ہونے کی وجہ سے ان میں تعلیل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر وزن فعل پر ہوں تو اس وقت ان میں تعلیل جائز ہے

یعنی دِوَلٌ وزن فعل پر نہیں ہے۔

تیسری صورت یعنی رَضِیُوْا میں تخفیف کی غرض سے حرف علت یاء کو ساکن کریں گے۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا جائے گا اس کے بعد چونکہ واؤ ماقبل مکسور ہے لہٰذا ضاد کو ضمہ دیں گے اب یہ رَضُوْا ہوجائے گا۔

چوتھی صورت یعنی تَرْمِیِیْنَ میں تیسری صورت کی طرح تعلیل ہوگی۔ یاء کو ساکن کرکے اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک یاء کو گرادیں گے۔

چوتھی تین صورتیں:

جب حرف علت کا ماقبل ساکن ہو جیسے یَخْوَفُ۔ یَبْیِعُ۔ یَقْوُلُ۔ یہاں ان حروف علت کی حرکت ماقبل کو دیں گے کیونکہ حرف علت میں ضعف ہوتا ہے اور حرف صحیح قوی ہوتا ہے لہٰذا حرکت حرف کی طرف منتقل ہوگی البتہ یَخْوَفُ میں چونکہ حرف علت واؤ کا ماقبل مفتوح ہوجائے گا لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیں گے۔ اگرچہ ماقبل کو حرکت دینے سے واؤ ساکن ہے لیکن یہ سکون عارضی ہے۔

س۔ خَوْفٌ میں واو ساکن ہے اور اس کا ماقبل مفتوح اسے الف سے کیوں نہیں بدلا؟

ج۔ خَوْفٌ میں تعلیل اس لیے نہیں ہوئی کہ واؤ کا سکون اصلی ہے اور ماقبل مفتوح ہے لہٰذا اس میں تخفیف پائی جاتی ہے۔ اور تعلیل ثقل کو دور کرنے کے لیے ہوتی ہے۔

س۔ اَدْوُرٌ اور اَعْیُنٌ میں حرف علت متحرک ماقبل ساکن ہے یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوتی؟

ج۔ ان مثالوں میں تعلیل سے باب اِفعال کے ساتھ التباس لازم آنے کا خدشہ تھا۔ مثلاً اَدْوُرٌ سے اَدَارَ اور اَعْیُنٌ سے اَعَانَ بن جاتا اور یوں باب اِفعال کی

ماضی سے التباس لازم آتا۔

س۔ جَدْوَلٌ میں واو متحرک ماقبل ساکن ہے یہاں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ اگر یہاں واؤ کی حرکت ماقبل کو دیتے تو وزن باقی نہ رہنے کی وجہ سے الحاق باطل ہوجاتا کیونکہ یہ ملحق ہے۔

س۔ تَقَوَّمَ میں واو متحرک اور ماقبل ساکن ہے۔ یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوتی؟

ج۔ یہاں تعلیل کرنے سے اعلال میں اعلال لازم آتا کیونکہ ادغام کی وجہ سے پہلے تعلیل ہوچکی ہے۔

س۔ رَمْیٌ میں یاء متحرک ماقبل ساکن ہے تعلیل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ یہاں تعلیل سے معرب کے آخر میں سکون لازم آتا ہے جو نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے تعلیل نہیں ہوئی۔

س۔ تَقْوِیْمٌ۔ تِبْیَانٌ۔ مِقْوَالٌ اور مِخْیَاطٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

ج۔ چونکہ یہاں حرف علت کے بعد والا حرف ساکن ہے اس لیے حرف علت کی حرکت ماقبل کو دینے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے۔ لہٰذا تعلیل نہیں کی گئی۔

س۔ مِخْیَطٌ میں حرف علت کے بعد والا حرف ساکن نہ ہونے کی وجہ سے تعلیل کی صورت میں اجتماع ساکنین کا خطرہ نہیں تھا پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

ج۔ مِخْیَطٌ، مِخْیَاطٌ میں کمی کرکے بنایا گیا ہے لہٰذا مِخْیَاطٌ کی اتباع میں یہاں بھی تعلیل نہیں ہوتی۔

س۔ اگر کہا جائے کہ اِقَامَۃٌ میں جو اصل میں اِقْوَامٌ تھا تعلیل کی وجہ سے بھی اجتماع ساکنین لازم آتا ہے پھر تعلیل کیوں کی گئی؟

ج۔ اِقَامَۃٌ میں تعلیل اَقَامَ کی اتباع میں کی گئی ہے۔

س۔ قَامَ جو ثلاثی مجرد ہے اور تعلیل میں اصل ہے اس کی اتباع کرتے ہوئے

تَقْوِيْمٌ میں تعلیل کی جاسکتی تھی کیوں نہیں کی گئی؟

ج۔ چونکہ تَقْوِيْمٌ کی ماضی تَقَوَّمَ ہے لہٰذا قَامَ کی اتباع باطل ہوگئی۔ اگرچہ قَامَ تعلیل میں اصل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تَقَوَّمَ کو تَقْوِيْم کے ساتھ اخوت میں جو قوت حاصل ہے وہ قَامَ کو حاصل نہیں ہے۔

س۔ چونکہ اَقَامَ میں تعلیل ہوتی ہے۔ بنا بریں اقام کی وجہ سے قَامَ کو قوت حاصل ہوگئی ہے، لہٰذا اس کی اتباع میں تَقْوِيْمٌ میں تعلیل کی جانی چاہیے؟

ج۔ اَقَامَ۔ قَامَ کو تقویت پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اَقَامَ ثلاثی مجرد نہیں اور نہ ہی تعلیل میں اصل ہے۔

س۔ مَا اَقْوَلَهُ اور اَغْيَلَتِ الْمَرْاَةُ میں حرف علت کی حرکت ماقبل کو دینے سے اجتماع ساکنین لازم نہیں آتا تھا پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

ج۔ ان میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنی اصل پر دلالت کرنے کے لیے بغیر تعلیل کے چھوڑا گیا۔

س۔ قَالَ اور قُلْنَ کی تعلیل واضح کیجیے؟

ج۔ قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہے واؤ کو الف سے بدل دیا۔ قُلْنَ اصل میں قَوَلْنَ تھا واؤ کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا۔ قَلْنَ ہوگیا۔ اب (ق) کو ضمہ دیا تاکہ واؤ محذوفہ پر دلالت کرے قُلْنَ ہوگیا۔

س۔ خِفْنَ میں تعلیل کے بعد خاء کو ضمہ کیوں نہیں دیا گیا؟

ج۔ یہاں حرف کو بدلنے کی صورت میں اصل بات یہ ہے کہ واؤ محذوفہ کی حرکت ماقبل کو دی جائے لیکن قُلْنَ کی صورت میں یہ ممکن نہیں تھا کیونکہ واؤ کا فتحہ قاف کو دیتے تو قاف پہلے سے ہی مفتوح ہے لہٰذا مفتوح کو فتحہ دینا

لازم آتا لیکن خِفْنَ میں جو اصل میں خَوِفْنَ تھا واؤ کی حرکت خاء کو دے دی کیونکہ یہاں قلنا والی خرابی لازم نہیں آتی۔

س۔ جمع مؤنث ماضی اور جمع مؤنث امر حاضر دونوں صیغے قُلْنَ ہیں لہٰذا ان میں اشتراک پایا گیا فرق کیسے کیا جائے گا؟

ج۔ یہاں اشتراک تعلیل کے ضمن میں ہے یعنی اشتراک ضمنی ہے اور اہل صرف اس کا اعتبار نہیں کرتے بلکہ اسی فرق پر اکتفا کرتے ہیں جو ان صیغوں میں تقدیراً پایا جاتا ہے۔ اسی طرح ماضی معروف اور مجہول میں بھی فرق تقدیری کا لحاظ رکھا گیا۔ جیسے بِعْنَ میں ہے۔ ان صیغوں کی تقدیر یہ ہے ماضی معروف قَوَلْنَ مجہول قُوِلْنَ امر حاضر معروف اُقْوُلْنَ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں جو اشتراک پایا گیا ہے وہ واضع کی غفلت کی وجہ سے ہے بشرطیکہ واضع انسان کو تسلیم کیا جائے کیونکہ بھول انسان سے واقع ہوتی ہے۔ اسی طرح کا اشتراک باب تَفَعُّلٌ تَفَاعُلٌ اور تَفَعْلُلٌ کی ماضی اور امر میں تثنیہ، جمع کے صیغوں میں بھی پایا جاتا ہے مثلاً تَطَهَّرَا تَقَابَلَا تَسَرْبَلَا اسی طرح تَطَهَّرُوْا، تَقَابَلُوْا، تَسَرْبَلُوْا ماضی کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں اور امر کے لیے بھی۔

س۔ طُلْنَ اور قُلْنَ بظاہر ایک جیسے صیغے ہیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان کے ابواب مختلف ہیں؟

ج۔ ان میں فرق کرنا آسان ہے کیونکہ طُلْنَ کی پہچان طَوِيْلٌ سے ہو جاتی ہے اس لیے کہ طَوِيْلٌ صفت مشبہ ہے یہ وزن عام طور پر باب فَعُلَ يَفْعُلُ سے آتا ہے جبکہ قُلْنَ فَعَلَ يَفْعُلُ سے ہے۔ اسی طرح خِفْنَ اور بِعْنَ میں ان کے مضارع سے فرق معلوم ہو جائے گا کیونکہ يَخَافُ سے پتہ چلتا ہے کہ

خِضْنَ کی اصل خَوِضْنَ ہے کیونکہ فَعَلَ یَفْعَلُ کا عین کلمہ یالام کلمہ حرف حلقی ہوتا ہے اور بِیْعَ سے پتہ چلتا ہے کہ بِعْنَ کی اصل بَیَعْنَ ہے یعنی ماضی مفتوح العین ہے کیونکہ اجوف فَعِلَ یَفْعِلُ سے نہیں آتا۔

یَقُوْلُ اصل میں یَقْوُلُ تھا واو کا ضمہ قاف کو دیا۔ یَقُوْلُ ہوگیا۔ یَقُلْنَ اصل میں یَقْوُلْنَ تھا واو کا ضمہ قاف کو دیا واو اور لام میں اجتماع ساکنین ہوگیا واؤ کو گرا دیا یَقُلْنَ ہوگیا۔

قُلْ اصل میں اُقْوُلْ تھا واو کا ضمہ قاف کو دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کردیا اور شروع سے ہمزہ وصل کو بھی گرا دیا کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی قُلْ ہوگیا۔

س۔ قُلِ الْحَقَّ میں لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے واؤ کے ساتھ اجتماع ساکنین لازم نہیں آتا اس کے باوجود آپ نے واؤ کو گرا دیا کیوں؟

ج یہاں لام تقدیراً ساکن ہے اگرچہ بظاہر مکسور ہے لیکن یہ حرکت خارج سے آئی ہے یعنی اَلْحَقَّ کے شروع میں لام ساکن تھی لہٰذا ضرورت کے تحت قُلْ کی لام کو کسرہ دیا جبکہ قُوْلَا قُوْلُنَّ میں واو کو اس لیے حذف نہیں کیا گیا کہ یہاں لام کی حرکت داخلی چیزوں یعنی فاعل کے الف اور نونِ تاکید کے ساتھ حاصل ہوئی ہے۔ نون تاکید داخلی شمار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ مضارع کا آخر مبنی ہوتا ہے جیسے هَلْ یَفْعَلَنَّ۔

س۔ دَعَتَا میں الف کو کیوں گرا دیا گیا جبکہ یہاں بھی تاء کی حرکت الف فاعل کے ذریعے حاصل ہوئی اور وہ داخلی ہے؟

ج تاء نفس کلمہ سے نہیں یہ تانیثِ فاعل کے بیان کے لیے آئی ہے لہٰذا تاء کو داخلی نہیں شمار کیا جائے گا لیکن قُوْلَا میں لام اصلی ہے۔

س۔ قَائِلٌ اسم فاعل کی تعلیل ذکر کریں؟

ج۔ قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا۔ واؤ متحرک ماقبل یعنی قاف مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا جیسا کہ کِسَاءٌ اصل میں کِسَاوٌ تھا قَاوِلٌ کی واو کو الف سے بدلنے کے بعد دو الف ساکن جمع ہوگئے لیکن ان میں سے کسی ایک الف کو بھی گرا نہیں سکتے کیونکہ اس صورت میں ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا ہے لہٰذا واؤ سے بدلے ہوئے الف کو حرکت دے دی وہ ہمزہ بن گیا۔

س۔ قَاوِلٌ میں واؤ متحرک ہے لیکن اس کا ماقبل مفتوح نہیں ہے بلکہ الف ساکن ہے پھر کیسے واؤ الف سے بدل گئی؟

ج۔ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے لہٰذا وہ کوئی مضبوط رکاوٹ نہیں بنتا۔

س۔ کیا واؤ اور یاء سے بدلے ہوئے ہمزہ کو گرا سکتے ہیں؟

ج۔ بعض کلمات میں واؤ اور یاء سے بدلے ہوئے ہمزہ کو گرا بھی دیتے ہیں جیسے هَاعٍ لَاعٍ جو اصل میں هَائِعٌ لَائِعٌ تھے اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ۔ هَارٍ اصل میں هَائِرٌ تھا یاء کو ہمزہ سے بدل کر گرا دیا۔

س۔ اسم فاعل میں قلب بھی ہوتا ہے۔ اس کی مثال بتائیں؟

ج بعض اوقات اسم فاعل قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے شَاكٍ اصل میں شَاوِكٌ تھا۔ واؤ کو کاف اور کاف کو واؤ کی جگہ لے گئے۔ شَاكِوٌ ہوگیا۔ واؤ پر ضمہ تھا داعٍ کی طرح تعلیل ہوئی اور حَادٍ اصل میں واحِدٌ تھا۔ واؤ کو آخر میں لے گئے اور الف ساکن سے ابتداء محال ہے لہٰذا اسے حاء کے بعد لے گئے۔ حادِوٌ ہوگیا۔ اب داعٍ کی طرح تعلیل کرکے حادٍ

س۔ کیا قلب جائز ہے؟

ج۔ جی ہاں اہل صرف کے نزدیک قلب جائز ہے۔ جیسے قِسِیٌّ اصل میں قُوُوسٌ تھا
سین کو دونوں واؤ سے مقدم کیا۔ اب قُسُوُوٌ ہو گیا۔ چونکہ واؤ طرف میں واقع ہوئی
لہٰذا اسے یاء سے بدل دیا پھر پہلے واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کر دیا اور یاء کی
مناسبت سے سین کو اور سین کی اتباع میں قاف کو کسرہ دے دیا قِسِیٌّ ہو گیا
اسی طرح اَیْنُقٌ اصل میں اَنْوُقٌ تھا واؤ کو نون پر مقدم کیا۔ اب اَوْنُقٌ ہوا
پھر خلافِ قیاس واؤ کو یاء سے بدل دیا اَیْنُقٌ ہو گیا۔

س۔ مَقُوْلٌ اسم مفعول کی تعلیل بیان کریں؟

ج۔ مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا۔ یَقُوْلُ کی طرح تعلیل کی تو دو ساکن جمع ہو گئے
اب ایک کو گرا دیا تو مَقُوْلٌ بن گیا۔

س۔ واؤ محذوفہ کے بارے میں آئمہ نحو کا کیا اختلاف ہے؟

ج سیبویہ کے نزدیک واؤ زائدہ حذف ہو گی کیونکہ زائد کا حذف کرنا اولیٰ ہے
اور اخفش کے نزدیک واؤ اصلی حذف ہو گی کیونکہ زائد علامت ہے اور علامت
حذف نہیں ہوتی۔ سیبویہ کا جواب یہ ہے کہ جب دوسری علامت نہ ہو تو علامت
حذف نہیں ہوتی لیکن یہاں دوسری علامت میم موجود ہے۔ لہٰذا اب سیبویہ کے
نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُعْلٌ ہو گا اور اخفش کے نزدیک مَفُوْلٌ ہو گا۔
مَبِیْعٌ اصل میں مَبْیُوْعٌ ہے۔ یَبِیْعُ کی طرح تعلیل ہوئی تو واؤ اور یاء دو ساکن
جمع ہو گئے۔ سیبویہ کے نزدیک واؤ کو حذف کر دیا تو مَبُیْعٌ ہو گیا پھر یاء کو
سلامت رکھنے کے لیے یاء کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا۔ اب مَبِیْعٌ ہو گیا۔
اور اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کر کے ماقبل کو کسرہ دیا مَبِوْعٌ
ہو گیا۔

پھر واؤ کو یاء سے بدل دیا جس طرح کہ مِیْزَانٌ میں کیا گیا لہٰذا اب مَبِیْعٌ

کا وزن سیبویہ کے نزدیک مَفِعْلٌ اور اخفش کے نزدیک مَفِیْلٌ ہو گا۔

س۔ اسم ظرف مَقَالٌ کی تعلیل بیان کریں؟

ج۔ مَقَالٌ اصل میں مَقْوَلٌ تھا۔ یَخَافُ کی طرح تعلیل ہوئی یعنی واؤ کا فتحہ نقل
کر کے قاف کو دیا پھر واؤ کو الف سے بدلا تو مَقَالٌ ہو گیا۔

س۔ مَبِیْعٌ میں تعلیل کی وضاحت کریں؟

ج۔ مَبِیْعٌ اصل میں مَبْیِعٌ تھا۔ یَبِیْعُ کی طرح تعلیل ہوئی۔ یعنی یاء کا کسرہ نقل
کر کے باء کو دیا تو مَبِیْعٌ ہو گیا۔

س۔ مَبِیْعٌ اسم مفعول بھی ہے اور اسم ظرف بھی، ان کے درمیان فرق کیسے
کیا جائے گا؟

ج۔ ان کے درمیان تقدیری فرق کافی ہے۔ یعنی اسم مفعول اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا
اور اسم ظرف مَبْیِعٌ۔

س۔ کیا فرق تقدیری اہل صرف کے ہاں معتبر ہے؟

ج۔ جی ہاں! ان لوگوں کے ہاں فرق تقدیری معتبر ہے جیسے فُلْکٌ واحد بھی ہے
اور جمع بھی، لیکن جب اس کا سکون اُسْدٌ کے سکون کی طرح ہو تو وہ جمع ہو گا۔
جیسے ارشاد خداوندی ہے۔ "حَتّٰۤی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ وَجَرَیْنَ بِهِمْ"
میں فُلْکٌ جمع ہے۔ اور جب اس کا سکون قُرْبٌ کی راء جیسا ہو تو یہ واحد ہو گا
کیونکہ اُسْدٌ جمع ہے اور قُرْبٌ واحد لہٰذا فُلْکٌ بروزن اُسْدٌ جمع، اور
فُلْکٌ بروزن قُرْبٌ واحد ہے۔ یہ فرق تقدیری ہے اور یہ صرفیوں کے ہاں
معتبر ہے۔ قرآن پاک میں واحد کی مثال "فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ" ہے۔ یہاں
فُلْکٌ سے ایک کشتی مراد ہے۔

س۔ قِیْلَ (ماضی مجہول) اصل میں کیا تھا اور قِیْلَ کیسے بن گیا۔

ج۔ قِیلَ، اصل میں قُوِلَ تھا۔ واؤ کو تخفیف کی غرض سے ساکن کیا "قُوْلَ" ہوگیا۔ لیکن یہ لغت ضعیف ہے۔

دوسری لغت یہ ہے کہ واؤ کا کسرہ ماقبل کو دے دیا۔ اب واؤ ساکن ماقبل مکسور ہوگیا۔ کسرہ کی موافقت میں واؤ کو یاء سے بدلا تو قِیْلَ ہوگیا۔

تیسری لغت کے مطابق اشمام کیا جائے گا تاکہ معلوم ہو کہ اس کا ماقبل مضموم تھے۔

بِیْعَ، اُخْتِیْرَ، اُنْقِیْدَ، قُلْنَ اور بِعْنَ میں بھی یہ تینوں لغات جائز ہیں۔

نوٹ:۔ اشمام یہ ہے جس حروف پر وقف کیا جائے اس کو ساکن کر کے ہونٹوں سے پیش کی طرف اشارہ کرنا (یہ منہ میں ہوتا ہے)۔

س۔ کیا اُقِیْمَ میں بھی یہ تینوں صورتیں جائز ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کیوں؟

ج۔ اُقِیْمَ میں جو اصل میں اُقْوِمَ تھا نہ تو اشمام جائز ہے اور نہ واؤ کا پڑھنا کیونکہ یہاں جب واؤ کی حرکت ماقبل کو دیں گے تو اس کا ماقبل مضموم نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سے پہلے یہ مضموم تھا۔

س۔ قُلْنَ ماضی معروف بھی ہے اور مجہول بھی ان میں فرق کیسے کیا جائے گا؟

ج۔ قُلْنَ ماضی معروف اور مجہول میں بھی فرقِ تقدیری پر اکتفا کیا گیا۔

س۔ یُقَالُ میں تعلیل کیسے ہوگی؟

ج۔ یُقَالُ اصل میں یُقْوَلُ تھا۔ یُخَافُ کی طرح تعلیل ہوئی۔

چھٹا باب

ناقص کا بیان

س۔ ناقص کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

ج۔ ناقص کو ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے آخر میں بعض اوقات حروف کے اعتبار سے اور بعض اوقات حرکت کے اعتبار سے کمی واقع ہوتی ہے۔ جیسے یَدْعُوْ اور یَرْمِیْ (فعل) میں اور القاضی (اسم) میں حالت رفع اور جر میں حرکت کے اعتبار سے کمی ہوئی اور دَعَتْ اور رَمَتْ اور اسی طرح لَمْ یَدْعُ لَمْ یَرْمِ نیز اُدْعُ اِرْمِ میں حروف کی کمی واقع ہوئی اور اسم میں حروف کی کمی کی مثال جَاءٍ اور قَاضٍ وغیرہ ہے۔

س۔ ناقص کو ذوالاربعہ کیوں کہتے ہیں؟

ج۔ ناقص کو ذوالاربعہ اس لیے کہتے ہیں کہ متکلم وغیرہ کے صیغوں میں اس کے حروف چار ہو جاتے ہیں۔

س۔ ناقص کن کن بابوں سے آتا ہے؟

ج۔ ناقص پانچ بابوں سے آتا ہے صرف فَعِلَ یَفْعِلُ سے نہیں آتا۔

س۔ رَمٰی کی تعلیل بیان کیجیے؟

ج۔ رَمٰی اصل میں رَمَیَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے۔ اسے الف سے بدلا رمٰی ہوگیا۔

س۔ رَمَوْا اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کس طرح ہوئی؟

ج۔ رَمَوْا اصل میں رَمَیُوْا تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے۔ یاء کو الف سے بدلا دو ساکن جمع ہوگئے۔ الف کو حذف کر دیا رَمَوْا ہوگیا۔

س۔ کیا رَمَوْا اور رَضُوْا کی تعلیل میں کچھ فرق ہے؟

ج۔ رَضُوْا اصل میں رَضِیُوْا تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے ساکن کر دیا دو ساکن جمع ہوگئے یاء کو حذف کر دیا۔ پھر ضاد کو ضمہ دے دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔

س۔ رَمَتْ کی تعلیل تحریر کریں؟

ج۔ رَمَتْ اصل میں رَمَیَتْ تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے۔ یاء کو الف سے بدلا الف اور تاء دو ساکن جمع ہوئے الف کو گرا دیا رَمَتْ ہوگیا۔

س۔ رَمَتَا اصل میں رَمَیَتَا تھا۔ یاء کو الف سے بدلنے کی صورت میں دو ساکن جمع نہیں ہوتے پھر کیوں الف کو گرایا گیا؟

ج۔ یہاں اگرچہ بظاہر تاء متحرک ہے لیکن حقیقت میں وہ ساکن ہے۔

س۔ رَمَیْنَ میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

ج۔ رَمَیْنَ میں یاء ساکن ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے ثقل پیدا نہیں ہوتا اس لیے اسے حذف نہیں کیا گیا۔

س۔ یَرْمِیْ کی تعلیل بیان کیجیے؟

ج۔ یَرْمِیْ اصل میں یَرْمِیُ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا۔ یَرْمِیْ ہوگیا۔

س۔ تَرْمِیَانِ میں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ چونکہ یہاں یاء کی حرکت (فتحہ) خفیف ہے لہٰذا یہاں تعلیل نہیں ہوگی۔

س۔ یَرْمُوْنَ اصل میں کیا تھا اس کی تعلیل واضح کریں؟

ج۔ یَرْمُوْنَ اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرا دیا اب اجتماع ساکنین

کی وجہ سے یاء کو گرا دیا پھر میم کو ضمہ دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔

س۔ یَعْفُوْنَ مذکر و مونث دونوں کے لیے آتا ہے فرق کیسے ہوگا؟

ج۔ یہاں تقدیری فرق ہوگا یعنی مذکر کا صیغہ اصل میں یَعْفُوُوْنَ اور مونث کا صیغہ یَعْفُوْنَ تھا۔ مونث کے صیغے میں واؤ اصلی ہے اور نون علامت تانیث ہے جبکہ مذکر کے صیغے میں واؤ ضمیر جمع اور نون اعرابی ہے۔ چونکہ مونث کے صیغے میں نون علامت تانیث ہے اعرابی نہیں ہے اس لیے ارشاد باری تعالیٰ الا اَنْ یَعْفُوْنَ میں اَنْ ناصبہ کے باوجود نون نہیں گرتا۔

س۔ تَرْمِیْنَ کون سا صیغہ ہے اور اس میں تعلیل کس انداز میں ہوئی؟

ج۔ تَرْمِیْنَ واحد مونث حاضر اور جمع مونث حاضر دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جمع مونث حاضر اصل میں بھی "تَرْمِیْنَ" ہی ہے البتہ واحد مونث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ" تھا۔ یاء کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے اسے گرا دیا۔ تَرْمِیْنَ ہوگیا۔

س۔ اگر ناقص پر حرف جزم آجائے تو وہ کیا عمل کرے گا؟

ج۔ ناقص پر حرف جزم داخل ہونے سے حرف علت گر جاتا ہے جیسے لَمْ یَرْمِ (اصل میں یَرْمِیُ تھا) حالت رفع میں وقف کی صورت میں بھی گر جاتا ہے۔ مثلاً وَاللَّیْلِ إِذَا یَسْرِ (اصل میں یَسْرِیْ تھا)

س۔ ناقص پر حرف ناصب داخل ہو تو کیا عمل ہوگا؟

ج۔ جب ناقص پر حرف ناصب داخل ہوتا ہے تو اس کا آخر منصوب ہو جاتا ہے جیسے لَنْ یَرْمِیَ البتہ لَنْ یَخْشٰی میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اس کا آخری حرف (یعنی الف) حرکت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

س۔ اِرْمِ کی تعلیل تحریر کریں؟

ج۔ اِرْمِ اصل میں اِرْمِی تھا۔ علامت وقف کے طور پر یاء گر گئی اِرْمِ ہو گیا۔

س۔ اِرْمُوْا اصل میں کیا تھا؟

ج۔ اِرْمُوْا اصل میں اِرْمِیُوْا تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا۔ اس کو گرا دیا اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی گرا دیا۔ پھر میم کو ضمہ دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے تو اِرْمُوْا ہو گیا۔

س۔ اِرْمِیْ کی تعلیل وضاحت کے ساتھ تحریر کریں؟

ج۔ اِرْمِیْ اصل میں "اِرْمِیِیْ" تھا یاء کو ساکن کر کے اجتماع ساکن کی وجہ سے گرا دیا۔ اِرْمِیْ ہو گیا۔

نوٹ:۔ یہاں اصلی یاء کو حذف کیا جائے گا کیونکہ دوسری یاء علامت ہے اور وہ حذف نہیں ہوتی۔

س۔ رَامٍ (اسم فاعل) میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

ج۔ رَامٍ اصل میں رَامِیٌ تھا۔ حالتِ رفع اور حالتِ جر میں یاء کو ساکن کیا تو اجتماع ساکنین ہو گیا کیونکہ یاء بھی ساکن ہے اور نون تنوین بھی، اس لیے یاء کو گرا دیا رَامٍ ہو گیا (حالت رفع میں رَامِیٌ اور حالت جر میں بِرَامِیٍ تھا)۔

س۔ حالت نصب (مثلاً رَأَیْتُ رَامِیًا) میں یاء کو ساکن کیوں نہیں کرتے؟

ج۔ اس لیے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے اور حرف علت کو ثقل کی وجہ سے ساکن کیا جاتا ہے۔

س۔ رَامُوْنَ (جمع مذکر) اصل میں کیا تھا اور یہاں تعلیل کیسے ہوئی؟

ج۔ رَامُوْنَ اصل میں رَامِیُوْنَ تھا۔ یاء کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا۔ اب میم کو ضمہ دیا کیونکہ واؤ اپنے ماقبل ضمہ کو چاہتی ہے۔

س۔ رَامِیَانِ (تثنیہ) کو یاء متکلم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

ج۔ رَامِیَانِ حالت رفع میں رَامِیَانِ اور حالت نصب و جر میں رَامِیَیْنِ ہوگا۔ یائے متکلم کی طرف اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر جائے گا تو حالت رفع میں رَامِیَایَ اور حالت نصب و جر میں رَامِیَیَّ ہو جائے گا (کیونکہ نصب اور جر کی حالت میں یاء کا یاء میں ادغام ہو جائے گا)۔

س۔ اسم فاعل جمع (رَامِیُوْنَ) کو یاء متکلم کی طرف مضاف کر کے تینوں حالتوں میں رَامِیَّ پڑھتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ جمع کا صیغہ تعلیل کے بعد حالت رفع میں رَامُوْنَ اور نصب و جر کی حالت میں رَامِیْنَ ہوتا ہے۔ اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر جاتا ہے لہٰذا حالت رفع میں رَامُوْیَ ہو گیا۔ واؤ اور یاء اکٹھے ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا رَامُیَّ ہو گیا اب یاء کی وجہ سے میم کو کسرہ دیا تو رَامِیَّ ہو گیا۔

نصب اور جر کی حالت میں رَامِیْنَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون گر گیا تو رَامِیَّ ہو گیا۔ اس طرح تینوں حالتوں میں رَامِیَّ پڑھتے ہیں۔

س۔ حالت رفع میں واؤ کو یاء سے بدلا اس کے برعکس کیوں نہیں کیا؟

ج۔ اس لیے کہ یاء خفیف ہے، نیز یہ مدغم فیہ ہے اس لیے اسے نہیں بدلا گیا۔

س۔ اسم مفعول مَرْمِیٌّ اصل میں کیا تھا اور اس کی تعلیل کیسے ہوئی؟

ج۔ مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا۔ مَرْمُیٌّ ہو گیا پھر یاء کی مناسبت سے میم کو کسرہ دیا تو مَرْمِیٌّ ہو گیا۔

س۔ اسم مفعول کے صیغہ تثنیہ (مَرْمِیَّانِ) کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

Scanned by CamScanner

ج۔ اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر جاتا ہے لہٰذا اب حالتِ رفع میں مَرْمِیَّایَ اور نصب وجر کی حالت میں مَرْمِیَّیَّ پڑھیں گے۔ یعنی یاء چار بار ہوگی ایک یاء واؤ سے بدل کر آئی ہے۔ دوسری یاء لام کلمہ ہے۔ تیسری یاء تثنیہ کی علامت ہے اور چوتھی یاء متکلم کی ہے۔

س۔ اسم مفعول جمع مذکر کے صیغہ (مَرْمِیُّوْنَ) کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

ج۔ مَرْمِیُّوْنَ حالت رفع ہے جبکہ نصب وجر کی حالت میں مَرْمِیِّیْنَ پڑھتے ہیں اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر جائے گا۔ اب حالت رفع میں واؤ یاء سے بدل کر ادغام ہوگا۔ اور حالت نصب وجر میں پہلے سے تین یاء موجود ہیں چوتھی یاء متکلم کی ہوگی تو تینوں حالتوں میں چار یاء کے ساتھ مَرْمِیِّیَّ پڑھیں گے۔

س۔ اسم ظرف کی تعلیل تحریر کریں؟

ج۔ اسم ظرف مَرْمًى اصل میں مَرْمَیٌ تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرا دیا اب یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہوئے یاء کو گرا دیا مَرْمًى ہوگیا۔

س۔ یہ باب فَعَلَ یَفْعِلُ کے وزن پر ہے اس لیے اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر مَرْمِیٌ آنا چاہیے تھا مَفْعَلٌ کے وزن پر کیوں آیا ہے؟

ج۔ اگر میم کو کسرہ دیتے تو تین کسرے اکٹھے ہو جاتے کیونکہ یاء دو کسروں کے برابر ہے اور عین کلمہ بھی مکسور ہوتا لہٰذا توالی کسرات سے بچنے کے لیے عین کلمہ کو فتحہ دے دیا۔

س۔ اسم آلہ کی تعلیل واضح کریں؟

ج۔ اسم آلہ مِرْمًى اصل میں مِرْمَیٌ تھا۔ اسم ظرف کی طرح تعلیل ہوئی۔

س۔ فعل ماضی مجہول میں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔ چونکہ ماضی مجہول رُمِیَ میں یاء پر فتحہ ہے جو خفیف حرکت ہے۔ اس لیے تعلیل کی ضرورت نہیں۔

س۔ یُرْمیٰ مضارع مجہول میں تعلیل کس طریقے پر ہوئی؟

ج۔ یُرْمیٰ اصل میں یُرْمَیُ تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے۔ اس لیے یاء کو الف سے بدلا یُرْمیٰ ہوگیا۔

س۔ غَزَا یَغْزُوْ میں تعلیل کا کیا طریقہ ہے؟

ج۔ غَزَا یَغْزُوْ میں رَمٰی یَرْمِیْ کی طرح تعلیل ہوگی۔ البتہ اس کے باب افعال میں مضارع یُغْزِیْ کی مناسبت سے ماضی میں بھی واؤ کو یاء سے بدل کر اَغْزَوْتُ کو اَغْزَیْتُ پڑھتے ہیں۔ یعنی مضارع میں عین کلمہ مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں لیکن ماضی میں تعلیل کا کوئی سبب نہیں صرف مضارع کی مناسبت سے واؤ کو یاء سے بدلا گیا۔ اور واؤ ان حروف سے ہے جن کو ایک دوسرے سے بدلا جاتا ہے۔

س۔ حروف ابدال کون کون سے ہیں؟

ج۔ حروف ابدال کا مجموعہ یہ ہے "استنجدہ یوم صال زط" (ء۔ س۔ ت۔ ن۔ ج۔ د۔ ہ۔ ی۔ و۔ م۔ ص۔ الف۔ ل۔ ز۔ ط) "استنجاد" کا معنیٰ مدد چاہنا ہے "الصولۃ" حملہ کرنے کو کہتے ہیں "زط" انسانوں کا ایک گروہ (زنگی) ——— اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دن زنگیوں نے حملہ کیا اس دن میں اس سے مدد چاہوں گا۔

س۔ بعض اوقات الف کو ہمزہ سے بدلتے ہیں اور یہ بدلنا واجب بھی ہوتا ہے اور قیاس کے مطابق بھی، مثال پیش کریں؟

ج۔ اس کی مثال لفظ "صَحْرَاءُ" ہے۔ اس کے آخر میں جو ہمزہ ہے وہ اصل میں

الف، تھا کیونکہ اصل میں یہ مَتعُوذٰی تھا۔ آخر میں الف تانیث تھا جیسے حُبلٰی اور سُکرٰی میں ہے۔ اس کے زیادہ استعمال کی وجہ سے لغت میں توسیع کرتے ہوئے بنائے مقصورہ کے ساتھ ساتھ بنائے ممدودہ بنانے کے لیے اس الف سے پہلے ایک الف کا اضافہ کیا۔ آخر والے الف کو ہمزہ سے بدل دیا کیونکہ یہ الفِ زائدہ کے بعد طرف میں واقع تھا اور چونکہ یہ ہمزہ اصلی نہیں اس لیے اس کی جمع صَحَارِیُّ کو کسی صورت میں بھی صَحَارِئُ نہیں پڑھ سکتے۔ اگر یہ ہمزہ اصل ہوتا تو جس طرح خَطِیئَۃٌ پڑھتے ہیں اسے بھی صَحَارِئُ پڑھ سکتے۔

س۔ ایسی کوئی مثال بتائیں جس میں واؤ کو ہمزہ سے بدلنا واجب بھی ہو اور قیاس کے مطابق بھی؟

ج۔ "اَوَاصِلُ" میں ہمزہ اصل میں واؤ تھا "وَاصِلَۃٌ" کی جمع (فَوَاعِلُ کے وزن پر) "وَوَاصِلُ" آتی ہے چونکہ عطف کی صورت میں تین واؤ جمع ہو جاتی ہیں اس لیے پہلی واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔

اسی طرح تَائِلٌ، اصل میں تَاوِلٌ تھا۔

کَسَاءٌ اصل میں کَسَاوٌ تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا کَسَاءٌ ہو گیا۔ قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا اس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ یہاں واؤ متحرک ما قبل مفتوح ہے وہ یوں کہ زائد الف کا اعتبار نہیں کرتے لہٰذا قَاوِلٌ میں واؤ کا ما قبل قاف اور کساوٌ میں واؤ کا ما قبل سین ہو گا واؤ کو الف سے بدلنے کی صورت میں دو الف جمع ہو گئے اور یہ دونوں ساکن ہیں ان میں سے کسی الف کو گرانا ممکن نہیں لہٰذا دوسرے الف کو حرکت دے کر ہمزہ بنا دیا ______ کساء میں واؤ کو گرانے کی وجہ یہ ہے کہ آخر میں ہونے کی وجہ سے اس پر مختلف حرکات آتی تھیں۔ اس خرابی سے بچنے کے لیے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔

س۔ یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب اور قیاس کے موافق ہو اس کی کوئی مثال بیان کریں؟

ج۔ بَائِعٌ جو اصل میں بَایِعٌ تھا۔ کی یاء کو ہمزہ سے بدل دیا اور اس کا طریقہ وہی ہے جو قَائِلٌ کی تعلیل کے ضمن میں بیان ہوا۔

س۔ واؤ مضموم، واؤ غیر مضموم، یاء، ہاء، الف اور عین کو ہمزہ سے بدلنا جائز بھی ہے اور قیاس کے مطابق بھی، اس کی مثالیں مع تعلیلات تفصیل سے ذکر کریں؟

ج۔ وُجُوْہٌ (وَجْہٌ کی جمع) اور اَدْوُرٌ (دارٌ کی جمع) میں واؤ پر ضمہ ثقیل ہے لہٰذا اس واؤ کو ہمزہ سے بدل کر اُجُوْہٌ اور اَدْؤُرٌ پڑھنا جائز ہے۔

اِشَاحٌ اور اَحَدٌ اَحَدٌ میں ہمزہ واؤ غیر مضموم سے بدل کر آیا اور ایسا تخفیف کے لیے کیا گیا کیونکہ حرف علت پر کسرہ ثقیل ہوتا ہے۔

نوٹ: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو حالت تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "اَحِدْ اَحِدْ" ایک انگلی سے اشارہ کیجیے۔

یَدَیْہِ، میں چونکہ حرف علت یاء ضعیف ہے اور اس پر حرکت، ثقل پیدا کرتی ہے لہٰذا یاء کو ہمزہ سے بدل کر اَدَیْہِ پڑھنا جائز ہے۔

مَاءٌ اصل میں مَاہٌ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی جمع مِیَاہٌ ہاء کے ساتھ آتی ہے۔ چونکہ ہمزہ اور ہاء کا مخرج ایک ہے اس لیے آسانی کی خاطر ہاء کو ہمزہ سے بدل کر مَاءٌ پڑھتے ہیں۔

الف کو ہمزہ سے بدلنے کی مثال "هَيَّجَتْ شَوْقَ الْمُشْتَاقِ" میں لفظ مشتاق ہے، اصل میں یہ مُشْتَوِقٌ (اسم فاعل) تھا۔ واؤ متحرک ما قبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا "مُشْتَاقٌ" ہو گیا۔ اب الف کو ہمزہ سے بدل کر "مُشْتَأَقٌ" پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح جو لوگ وَلَا الضَّالِّیْنَ میں ضاد کے

بعد الف کی بجائے ہمزہ پڑھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی الف کو ہمزہ سے بدلا
جاتا ہے اور یوں یہ وَلَا الضَّأْلِيْنَ پڑھتے ہیں۔

عین کو ہمزہ سے بدلنے کی مثال اُبَابٌ ہے یہ اصل میں عُبَابٌ تھا۔
چونکہ ہمزہ، عین، الف اور ہاء کا مخرج ایک ہے (یعنی حلق) اس لیے یہ ایک
دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔

س۔ بعض اوقات تاء کو سین سے اور واؤ، یاء، سین، صاد اور یاء کو تاء سے بدلتے ہیں
ان سب کی مثالیں اور وجہ تعلیل ذکر کریں۔ تاء کو سین سے بدلنے کی مثال اِتَّخَذَ
کو اِسْتَخَذَ پڑھنا ہے اور یہ سیبویہ کے نزدیک ہے۔ چونکہ یہ دونوں حرف
صفت ہمس میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اس لیے تاء کو سین سے بدل دیا۔

نوٹ:۔ حروف مہموسہ کا مجموعہ "ستشخصه" ہے۔ چونکہ ان حروف کی ادائیگی میں
متکلم کی آواز چھپ جاتی ہے اس لیے ان کو حروف مہموسہ کہتے ہیں۔ تُخْمَةٌ
اصل میں وُخْمَةٌ تھا واؤ اور تاء قریب المخرج ہیں اس لیے واؤ کو تاء سے بدل دیا
اسی طرح اَخُوٌ سے مؤنث بناتے ہوئے واؤ کو تاء سے بدل کر اُخْتٌ پڑھتے
ہیں۔

ثِنْتَانِ اصل میں ثِنْيَانِ (یاء کے ساتھ) تھا "اَسْنَتُوْا" اصل میں "اَسْنَيُوْا"
تھا۔ یاء کو حرکت سے بچانے کے لیے اسے تاء سے بدل دیا۔

سِتٌّ اصل میں سُدْسٌ تھا۔ دوسری سین کو تاء سے بدلا پھر دال کو بھی تاء سے
بدلا اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا سِتٌّ ہو گیا۔

نوٹ:۔ چونکہ سِتٌّ کی تصغیر سُدَيْسٌ اور جمع تکسیر اَسْدَاسٌ آتی ہے اس سے
معلوم ہوا کہ سِتٌّ اصل میں سُدْسٌ تھا۔

اسی طرح "عمرو بن یربوع اشرار النات" میں تاء، سین سے بدل کر آئی ہے

اصل میں اشرار الناس تھا۔

لِصَتٌ اصل میں لِصَصٌ (لِصٌّ کی جمع بمعنی چور) تھا صاد کو تاء سے بدل دیا
کیونکہ ان دونوں میں صفت ہمس مشترک ہے۔

باء کو تاء سے بدلنے کی مثال الذعالة (پرانا کپڑا) ہے۔ اصل میں یہ ذعالب تھا۔

س۔ واؤ اور لام کو نون سے بدلا جاتا ہے۔ اس کی مثالیں بتائیں؟

ج۔ واؤ کو نون سے بدلنے کی مثال صَنْعَانِيٌّ (یمن کے ایک شہر صنعاء کی طرف
منسوب چیز کو صنعانی کہتے ہیں) اصل میں یہ صَنْعَاوِيٌّ تھا۔ واؤ کو نون سے بدلا
تو صَنْعَانِيٌّ ہو گیا۔ چونکہ نون کو حروف علت سے قرب حاصل ہے اس لیے
حرف علت واؤ کو نون سے بدلتے ہیں۔

لام کو نون سے بدلنے کی مثال لَعَنَّ ہے۔ یہ اصل میں لَعَلَّ تھا۔ ان دونوں میں
صفت جہر مشترک ہے اس لیے لام کو نون سے بدلتے ہیں۔

س۔ بعض اوقات یاء مشدد اور غیر مشدد کو جیم سے بدلا جاتا ہے۔ اس کی مثالیں بیان
کریں۔ یاء مشدد کو یاء سے بدلنے کی مثال اَبُوْعَلِجّ ہے جو اصل میں اَبُوْعَلِيّ تھا
چونکہ یاء آخر میں واقع ہوئی ہے اس لیے اسے جیم سے بدلا تاکہ یاء (حرف علت
ضعیف) پر مختلف حرکات واقع نہ ہوں۔

یاء مشدد کی مناسبت سے یاء غیر مشدد کو بھی بعض اوقات جیم سے بدل دیتے ہیں۔
جیسے مندرجہ ذیل شعر میں ہے۔

لَاهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتِجْ   فَلَا يَزَالُ شَاحِجٌ يَأْتِيْكَ بِجْ

(اے اللہ، اگر تو نے میرا حج قبول کر لیا ہے تو میری یہ سواری (خچر) ہمیشہ
مجھے تیری بارگاہ میں لائے گی۔

یہاں حجتج اصل میں حَجَّتِيْ ہے اور بِجْ اصل میں "بِيْ" ہے۔ یاء کو جیم سے بدلا گیا

س۔ نُزُدٌ اور اِجْدَمَعُوْا کی اصل بتائیں؟

ج۔ "نُزُدٌ" اصل میں نُزُتٌ تھا تاء کو دال سے بدلا اور اِجْدَمَعُوْا کی اصل اِجْتَمَعُوْا ہے۔ یہاں بھی تاء کو دال سے بدلا گیا اور ایسا کرنا اس لیے صحیح ہے کہ تاء اور دال کا مخرج ایک ہے۔

س۔ کبھی ہمزہ، الف اور یاء کو ہاء سے بدلا جاتا ہے اس سلسلے میں کچھ مثالیں پیش کریں؟

ج۔ هَرَقْتُ اصل میں اَرَقْتُ تھا، حَيَّهَلَكَ اصل میں حَيَّهَلَا تھا اَنَه کی اصل انا ہے هُذِهٖ اصل میں هٰذِی تھا۔ پہلی مثال میں ہمزہ کو دوسری اور تیسری میں الف کو اور چوتھی مثال میں یاء کو ہاء سے بدلا گیا۔ اس تبدیلی کا جواز یوں ہے کہ خفیف ہونے میں ہاء کو حروف علت سے مناسبت ہے۔

س۔ ہاء کے خفیف ہونے کا ثبوت کیا ہے؟

ج۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ بعض اوقات اسے کالعدم تصور کیا جاتا ہے مثلاً لَنْ يَضْرِبَهَا میں الف سے پہلے ہاء کو کالعدم قرار دیں گے اور اس کے ماقبل ہاء سے پہلے والا حرف مکسور ہونے کی وجہ سے امالہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ عِنَبًا میں الف سے پہلے باء ہے جو خفیف نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم قرار نہیں دی جائے گی اور یہاں امالہ نہیں ہوگا۔

نوٹ:۔ الف کو یاء اور زبر کو زیر کی طرف مائل کر کے پڑھنا امالہ کہلاتا ہے۔

س۔ کیا کسی صورت میں تاء کو ہاء سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے؟

ج۔ جی ہاں! طَلْحَةٌ میں تاء کو ہاء سے بدلنا واجب ہے تاکہ اس تاء اور فعل کی تاء (یعنی طَلَحَتْ) میں فرق کیا جا سکے۔

س۔ مُفَيْتِيْحٌ میں تعلیل کیسے ہوئی اور اس کی حیثیت کیا ہے؟

ج۔ مُفَيْتِيْحٌ، مِفْتَاحٌ کا اسم تصغیر ہے۔ تصغیر بناتے وقت پہلے حرف کو ضمہ دیا

دوسرے حرف یعنی فاء کے بعد یائے تصغیر داخل کی تیسرے حرف (تاء) کو کسرہ دیا اب الف کا ماقبل مکسور ہو گیا۔ بنابریں الف کو یاء سے بدل دیا اور یہ بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے۔

س۔ واؤ کو وجوبًا اور قیاسًا یاء سے بدلنے کی مثال دیں؟

ج۔ اس کی مثال مِيْثَاقٌ ہے جو اصل میں مِوْثَاقٌ تھا۔ واؤ کا ماقبل مکسور تھا لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ اسی طرح ثقل دُور ہو گیا۔

س۔ ہمزہ، مضاعف کے ایک حرف، نُون، عین، تاء، باء، سین اور ثاء کو بعض مقامات پر یاء سے بدلا گیا ان تمام کی مثالیں پیش کریں؟

ج۔ (۱) ہمزہ کو یاء سے بدلنا جائز اور قیاس کے مطابق ہے جیسے ذِيْبٌ اصل میں ذِئْبٌ تھا۔ ہمزہ ساکن کا ماقبل مکسور تھا لہٰذا اسے یاء سے بدل دیا۔

(۲) تَقَضَّى اصل میں تَقَضَّضَ تھا۔ چونکہ تین ضاد جمع ہونے کی وجہ سے کلمہ ثقیل ہو گیا تھا اس لیے آخری ضاد کو یاء سے بدل کر اسے الف سے بدلا تو تَقَضَّى ہو گیا۔

(۳) اَنَاسِيُّ اصل میں اَنَاسِيْنُ (انسانٌ کی جمع) ہے جیسے سَرَاحِيْنُ، سِرْحَانٌ کی جمع ہے۔ نُون کو یاء سے بدلا کیونکہ دونوں میں قرب ہے۔ اب یاء کا یاء میں ادغام کیا تو اَنَاسِيُّ ہو گیا۔ اسی طرح دِيْنَارٌ اصل میں دِنَّارٌ تھا (کیونکہ اس کی جمع دنانیر آتی ہے) اب نُون کو یاء سے بدلا تو دِيْنَارٌ ہو گیا

(۴) ضَفَادِیْ۔ اصل میں ضَفَادِعُ تھا (ضِفْدَعٌ کی جمع) عین ثقیل ہے اور اس کے ماقبل کسرہ ہے لہٰذا عین کو یاء سے بدل کر ثقل دُور کر دیا گیا۔

(۵) اِيْتَصَلْتُ اصل میں اِوْتَصَلْتُ تھا۔ واو کو تاء سے بدلا تو اِتَّصَلْتُ (دو تاء کے ساتھ) ہو گیا۔ پہلی تاء کو یاء سے بدلا تو اِيْتَصَلْتُ ہو گیا۔

(۶) اَلثَّعَالِیُ، اصل میں اَلثَّعَالِبُ تھا۔ چونکہ یاء اور باء قریب المخرج ہیں اس لیے باء کو یاء سے بدل کر ثَعَالِیُ پڑھتے ہیں۔

(۷) اَلسَّادِیُ اصل میں اَلسَّادِسُ تھا سین کو یاء سے بدلا تو اَلسَّادِیُ ہوگیا۔

(۸) اَلثَّالِیُ اصل میں اَلثَّالِثُ تھا۔ ثاء کو یاء سے بدلا ، اَلثَّالِیُ ہوگیا۔

س۔ الف، یاء، اور ہمزہ کو بعض اوقات واؤ سے بدلتے ہیں، مثالیں تحریر کریں؟

ج۔ (۱) ضَوَارِبُ، ضَارِبَۃٌ کی جمع تکسیر ہے، اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ تیسری جگہ جمع تکسیر کا الف داخل کرتے ہیں یہاں جب تیسری جگہ جمع تکسیر کا الف لائے تو دو الف جمع ہو گئے اور یہ دونوں ساکن تھے۔ ان میں سے کسی ایک کو حذف بھی نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح واحد اور جمع کے درمیان التباس لازم آتا ہے لہٰذا پہلے الف کو واؤ سے بدل دیا تو ضَوَارِبُ ہوگیا۔

(۲) مُوْقِنٌ اصل میں مُیْقِنٌ تھا (اِیقان سے اسم فاعل ہے) یاء کا ما قبل مضموم تھا اس لیے اسے واؤ سے بدل دیا۔

(۳) لَوْمٌ اصل میں لَؤْمٌ تھا۔ ہمزہ ساکن کو تخفیف کی غرض سے واؤ سے بدلا، یہ تبدیلی جائز اور قیاس کے مطابق ہے۔

س۔ واؤ، لام، نون ساکن اور نون متحرک اور یاء کو بعض اوقات میم سے بدلتے ہیں ان سب صورتوں کی مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

ج۔ (۱) فَمٌ اصل میں فَوْہٌ تھا۔ (کیونکہ اس کی جمع افواہ آتی ہے) ھاء کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اور واؤ کو میم سے بدل دیا۔ واؤ کو میم سے اس لیے بدلتے ہیں کہ دونوں کا مخرج ایک ہے۔

(۲) لام کو میم سے بدلنے کی مثال یہ ہے۔ حدیث شریف میں " لیس من

امبر امصیام فی امسفر یعنی لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّیَامُ فِی السَّفَرِ (سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں یعنی سفر میں روزہ رکھتے ہوئے دقت محسوس ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے بعد میں قضا کرے) یہاں اَلْبِرُّ، اَلصِّیَامُ اور اَلسَّفَرُ کے شروع میں جو لام ہے اسے میم سے بدلا گیا کیونکہ صفتِ جہر میں شرکت کی وجہ سے میم اور لام ایک دوسرے کے قریب ہیں۔

(۳) عُمْبُرٌ اصل میں عَنْبَرٌ تھا نون کو میم سے بدلا گیا اسی طرح کَفُّكَ الْمُخَضَّبُ الْبَنَامُ (تمہاری انگلیوں پر پوروں تک مہندی لگی ہوئی ہے) یہاں اَلْبَنَامُ اصل میں اَلْبَنَانُ تھا۔ انگلیوں کے پوروں کو "بنان" کہتے ہیں۔ چونکہ نون اور میم صفت جہر میں شرکت کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب ہیں اس لیے یہ تبدیلی ہوئی۔

(۴) باء کو میم سے بدلنے کی مثال "مازلت راتما" میں لفظ راتم ہے۔ اصل میں یہ راتبا تھا۔ راتب کا معنیٰ ثابت قدمی ہے۔ معنیٰ یہ ہے کہ میں اس کام کے لیے ہمیشہ ثابت قدم اور تیار ہوں چونکہ میم اور باء دونوں ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔ یعنی ان کا مخرج ایک ہے اس لیے باء کو میم سے بدلا گیا۔

س۔ بعض اوقات سین کو صاد سے بدل دیتے ہیں۔ اس کی مثال اور تبدیلی کی وجہ بیان کریں؟

ج۔ قرآن پاک میں ہے " وَاَصْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ " اَصْبَغَ اصل میں اَسْبَغَ تھا۔ سین کو صاد سے بدل کر اَصْبَغَ پڑھا جا سکتا ہے جس کا معنیٰ کامل کرنا ہے چونکہ سین اور صاد کا مخرج قریب قریب ہے اس لیے یہ تبدیلی ہوئی۔

س۔ واؤ اور یاء کو الف سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے مثال دیجیے

اس کی مثال قَالَ اور بَاعَ ہے۔ قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا واؤ متحرک ما قبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا قَالَ ہوگیا۔ بَاعَ اصل میں بَیَعَ تھا قَالَ کی طرح

تعلیل ہوئی۔

س۔ دَائِش اصل میں کیا تھا؟

ج۔ دَائِش اصل میں دَاؤِش تھا ہمزہ کو الف سے بدلا یہ تبدیلی محض جائز ہے واجب نہیں۔

س۔ نون اور ضاد کو لام سے بدل دیا جاتا ہے مثالیں تحریر کریں؟

ج۔ نون کو لام سے بدلنے کی مثال اُصَیْلَالٌ ہے یہ اصل میں اُصَیْلَانٌ ہے جو اُصْلَانٌ کی تصغیر ہے۔ اُصْلَانٌ، اَصِیْلٌ کی جمع ہے۔ ضاد کو لام سے بدلنے کی مثال اِلْطَجَعَ ہے یہ اصل میں اِضْطَجَعَ تھا۔ ضاد کو لام سے بدل دیا۔ یہ تبدیلی اس لیے جائز ہے کہ لام، ضاد اور نون صفت جہر میں متحد ہیں۔

س۔ کبھی سین اور صاد کو زاء سے بدلا جاتا ہے۔ مثالوں سے واضح کریں؟

ج۔ یَزْدُلُ اصل میں یَسْدُلُ تھا سین کو زاء سے بدل دیا اسی طرح ھکذا فُزْدِیْ اصل میں ھکذا فُصْدِیْ تھا۔ صاد کو زاء سے بدلا۔

س۔ تاء کو طاء سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے۔ مثال پیش کیجیے۔

ج۔ اِضْطَرَبَ اصل میں اِضْتَرَبَ تھا۔ تاء کو طاء سے بدلا۔ فَحَصْطُ اصل میں فَحَصْتُ (واحد متکلم ماضی) تھا۔ تاء کو طاء سے بدلا۔ یہ دونوں حرف قریب المخرج ہیں اس لیے ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔

نوٹ:۔ ان مذکورہ بالا صورتوں میں جہاں وجوب اور مطابق قیاس یا جواز اور مطابق قیاس کی قید نہیں وہاں تبدیلی غیر قیاسی ہے۔

ساتواں باب

لفیف کا بیان

س۔ لفیف کسے کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج۔ جس کلمے میں دو حرف علت ہوں اسے لفیف کہتے ہیں، لفیف، لَفٌّ سے بنا ہے جس کا معنیٰ لپیٹنا ہے چونکہ اس میں دو حرف علت پائے جاتے ہیں اس لیے اسے لفیف کہتے ہیں۔ لفیف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لفیف مفروق (فاء اور لام کلمہ حرف علت ہو)

(۲) لفیف مقرون (عین اور لام کلمہ حرف علت ہو)

لفیف مفروق کی مثال وَقٰی ہے (یہ اصل میں وَقَیَ تھا) لفیف مقرون کی مثال طَوٰی ہے (یہ اصل میں طَوَیَ تھا)

س۔ "وَقٰی یَقِیْ" کے فاء کا حکم "وَعَدَ یَعِدُ" کی طرح اور لام کا حکم رَمٰی یَرْمِیْ جیسا ہے، اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح "وَعَدَ یَعِدُ" کی ماضی میں واؤ باقی رہتی ہے اسی طرح وَقٰی یَقِیْ میں بھی واؤ برقرار رہے گی اور جس طرح یَعِدُ (مضارع) یَوْعِدُ سے بنا اور اس کی واؤ کو گرا دیا گیا ہے۔ اسی طرح یَقِیْ اصل میں یَوْقِیُ تھا واؤ کو گرا دیا۔ رَمٰی اصل میں رَمَیَ تھا لام کلمہ یعنی یاء کو الف سے بدلا اسی طرح وَقٰی، وَقَیَ تھا لام کلمہ یاء کو الف سے بدلا جس طرح یَرْمِیُ مضارع میں

لام کلمہ کو ساکن کیا گیا۔ اسی طرح یَقِیْ میں بھی لام کو ساکن کیا گیا۔

س۔ "وکذٰلک حکم اخواتھما" کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ "وقی یقی" کے اسم فاعل و اسم مفعول کا فاء کلمہ "وعد یعد" کے اسم فاعل و مفعول کے فاء کلمہ کی طرح برقرار رہے گا اور ان دونوں کا لام کلمہ "رمی یرمی" کے اسم فاعل و مفعول کے لام کلمہ کی طرح گر جائے گا۔

س۔ "قِ" امر حاضر معروف میں تعلیل کیسے ہوئی؟

ج۔ "قِ" "تَقِیْ" سے بنا تَقِیْ اصل میں تَوْقِیُ تھا۔ واؤ ساکن علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی اسے گرا دیا اور لام کلمہ یاء کو ساکن کر دیا تَقِیْ ہو گیا۔ امر حاضر معروف بنانے کے لیے علامت مضارع کو گرا دیا اور آخر سے حرف علت بھی گر گیا تو "قِ" رہ گیا۔

س۔ اسم فاعل "وَاقٍ" کی تعلیل بیان کریں؟

ج۔ "وَاقٍ" اصل میں وَاقِیٌ تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہو گئے۔ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا وَاقٍ ہو گیا۔

س۔ مَوْقِیٌّ کی تعلیل واضح کریں؟

ج۔ یہ اصل میں مَوْقُوْیٌ (مفعول کے وزن پر) تھا۔ واؤ اور یاء جمع ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا پھر یاء کے ماقبل کو کسرہ دیا تو مَوْقِیٌّ ہو گیا۔

س۔ اسم ظرف مَوْقًی اصل میں کیا تھا؟

ج۔ مَوْقًی اصل میں مَوْقَیٌ تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا پھر یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہوئے یاء کو گرا دیا۔

س۔ وَقٰی یَقِیْ (فَعَلَ یَفْعِلُ) کا اسم ظرف مکسور العین مَوْقِیٌ آنا چاہیے تھا۔ ایسا کیوں نہیں ہوا؟

ج۔ اگر یہ مَوْقِیٌ "مَفْعِلٌ" کے وزن پر آتا تو تین کسرے اکٹھے ہو جاتے کیونکہ یاء دو کسروں کے قائم مقام ہے۔ عین کلمہ بھی مکسور ہوتا تو تین کسرے اکٹھے ہو جاتے اس لیے اس کو "مَفْعَلٌ" کے وزن پر رکھا گیا۔

س۔ اسم آلہ مِیْقًی کی تعلیل بیان کریں؟

ج۔ مِیْقًی اصل میں مِوْقَیٌ (مِفْعَلٌ کے وزن پر) تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرا دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء بھی گر گئی اور چونکہ واؤ کا ماقبل مکسور ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدلا "مِیْقًی" ہو گیا۔

س۔ لفیف مقرون طَوٰی یَطْوِیْ میں تعلیل کی صورت کیا ہو گی؟

ج۔ اس میں تعلیل کا حکم وہی ہے جو ناقص میں ہے یعنی ماضی میں یاء کو الف سے بدل دیا اور مضارع میں ساکن کر دیا۔ عین کلمہ میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ اجوف کی بحث میں گزر چکی ہے کہ اس طرح دو اعلال جمع ہو جاتے ہیں۔

س۔ امر حاضر معروف "اِطْوِ" کی تعلیل بیان کریں؟

ج۔ یہ مضارع حاضر سے بنا ہے تَطْوِیْ سے علامت مضارع تاء کو گرایا۔ اب پہلا حرف ساکن ہے اور عین کلمہ مکسور، لہٰذا شروع میں ہمزہ وصل مکسور کا اضافہ کیا اور آخر سے حرف علت کو گرا دیا اِطْوِ ہو گیا۔

س۔ اِطْوُوْا (جمع مذکر حاضر) کی تعلیل واضح کریں؟

ج۔ اِطْوُوْا اصل میں اِطْوِیُوْا تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرا دیا۔ اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی گرا دیا پھر پہلی واؤ کو ضمہ دیا تو اِطْوُوْا ہو گیا۔

س۔ اِطْوِیْ (واحد مونث حاضر) کی تعلیل بیان کریں؟

ج۔ یہ اصل میں اِطْوِیِیْ (بر وزن اِفْعِلِیْ) تھا یار کا کسرہ گرا دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلی یار بھی گر گئی تو اِطْوِیْ ہو گیا۔

ضابطہ: ناقص اور لفیف میں نون تاکید کے احکام معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر حرف علت اصلی اور محذوف ہے تو نون تاکید کے وقت واپس آ جاتا ہے۔ کیونکہ اسے سکون کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے اور اب نون تاکید کی وجہ سے سکون ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اِطْوِیَا میں سکون نہ ہونے کی وجہ سے حرف علت کو حذف نہیں کیا جاتا۔ اور اس کے ماقبل کو فتحہ دیا جائے گا کیونکہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

مثالیں:

اِطْوِیَنَّ ، اُغْزُوُنَّ اور اِدْوِیَنَّ۔

اگر حرف علت ضمیر کے طور پر ہو تو دیکھیں گے اگر اس کا ماقبل مفتوح ہو تو اب اسے حرکت دیں گے جیسے اِدْوَوُنَّ اور اِدْوَیِنَّ

اِدْوَوُنَّ (جمع مذکر حاضر) اِدْوَوْا تھا اور اِدْوَیِنَّ واحد مونث حاضر اِدْوَیْ تھا۔ جیسے

ارشاد خداوندی ہے کہ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ میں الفضل مفعول ہے کے بغیر یہ لَا تَنْسَوْا ہے۔ حرف علت ضمیر کا ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے اسے حرکت دی۔

اگر حرف علت ضمیر کا ماقبل مفتوح نہ ہو تو اسے حذف کر دیا جائے گا کیونکہ اس کا ماقبل خفیف نہیں جیسے اِطْوُنَّ جو اِطْوُوْا تھا۔ نون تاکید کے وقت واؤ ضمیر کو حذف کر دیا۔

اگر چہ یہ علامت ہے اور اس کو حذف کرنا صحیح نہیں لیکن جب اس پر دلالت کرنے والی کوئی چیز ہو تو حذف کر سکتے ہیں۔ یہاں اس کے ماقبل حرف کا ضمہ اس پر

دلالت کرتا ہے۔ اُغْزُ الْقَوْمَ میں بھی اتصال کی وجہ سے واؤ ضمیر کو حذف کیا گیا۔ اصل میں اُغْزُوْا تھا اسی طرح یا امرأۃ اُغْزِیْ الْقَوْم۔ یہاں یار لکھنے میں آئے گی اور پڑھنے میں نہیں آئے گی۔

س۔ اسم فاعل طاوٍ (اصل میں طاوِیٌ تھا) میں واؤ میں تعلیل کر کے اسے ہمزہ سے کیوں نہیں بدلا گیا۔ جیسے قَائِلٌ اور بَائِعٌ میں کیا گیا؟

ج۔ چونکہ اس کے اصل یعنی فعل (طویٰ) میں واؤ کو نہیں بدلا گیا اس لیے اس کی اتباع میں یہاں بھی واؤ میں تعلیل نہیں ہوئی۔

س۔ اَلرَّیُّ سے اسم فاعل کس وزن پر آتا ہے؟

ج۔ یہاں صفت مشبہ آتا ہے اور وہ فَعْلَانٌ کے وزن پر رَیَّانٌ ہے (اصل میں رَیْیَانٌ ہے) واحد مونث رَیَّا (بر وزن، فَعْلیٰ)

س۔ رَیَّانٌ کی اصل کیا ہے؟

ج۔ اصل میں یہ رَوْیَانٌ تھا۔ واؤ اور یار اکٹھے ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یار سے بدل کر ادغام کیا۔

س۔ جمع مذکر رِوَاءٌ میں واؤ کو یار سے کیوں نہیں بدلا گیا جیسے سِوَاطٌ کی واؤ کو بدل کر سِیَاطٌ بنایا گیا؟

ج۔ اس طرح دو تعلیلیں جمع ہو جاتیں ایک عین کلمہ واؤ کو یار سے بدلنا اور دوسرا لام کلمہ یار کو ہمزہ سے بدلنا اس لیے صرف لام کلمہ میں تعلیل ہوئی۔

س۔ اسم فاعل تثنیہ مونث کو نصب و جر کی حالت میں کیسے پڑھتے ہیں؟

ج۔ یہاں نصب و جر کی حالت میں یار چار بار آتی ہے جیسے رَیَّیَیْنِ جیسے عَطْشَیَیْنِ۔

س۔ اگر تثنیہ کے صیغے کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا جائے تو کیسے پڑھتے ہیں؟

Scanned by CamScanner

ج۔ اس صورت میں یا پانچ بار آتی ہے اور یوں پڑھتے ہیں دَیَّیَیْیِیَّ پہلی یا عین کلمہ واؤ سے بدلی ہوئی ہے۔ دوسری یا لام کلمہ ہے۔ تیسری تانیث کے الف سے بدل کر آئی ہے۔ چوتھی علامت نصب ہے اور پانچویں یائے متکلم ہے۔

س۔ اسم مفعول مَطْوِیٌّ کی تعلیل بیان کریں؟

ج۔ اصل میں یہ مَطْوُوْیٌ تھا۔ واؤ اور یا جمع ہوئے۔ پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یا سے بدل کر ادغام کیا اور ما قبل کو کسرہ دیا مَطْوِیٌّ ہو گیا۔

نوٹ:۔ یہاں اسم مفعول، اسم ظرف اور اسم آلہ وغیرہ کے لام کا حکم وہی ہے جو ناقص کے لام کلمہ کا ہے۔ اور عین کلمے کا حکم وہی ہے جو ان کی ماضی اور مضارع طَوٰی یَطْوِیْ کا ہے، جہاں دو اعلال جمع ہوں تو واؤ کو نہیں بدلیں گے اور جہاں دو اعلال جمع نہیں ہوتے۔ مثلاً طَوَیَا اور طَاوِیَانِ وغیرہ تو وہاں واؤ میں تعلیل ہو سکتی ہے لیکن طوی کی اتباع میں تعلیل نہیں کرتے۔ واللہ اعلم بالصواب

الحمد للہ آج ۵ رجادی الآخری ۱۴۹۲ھ/۱۲ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اسے طلباء کے لیے فائدہ مند اور راقم کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ناچیز
محمد صدیق ہزاروی سعیدی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور